# THE
# SENATE OF PAKISTAN
# DEBATES

## *OFFICIAL REPORT*

Monday the January 20, 2025
(345th Session)
Volume I, No.04
(Nos.01-08)

*Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad*

| | |
|---|---|
| Volume I | SP.I (04)/2025 |
| No.04 | 15 |

**Contents**


1. Recitation from the Holy Quran ........ 1
2. Leave of Absence ........ 2
3. Introduction of [The Banking Companies (Amendment) Bill, 2025] ........ 3
4. Introduction of [The National Commission on the Status of Women (Amendment) Bill, 2025 ........ 6
5. Introduction of [The National Commission for Human Rights (Amendment) Bill, 2025 ........ 7
6. Introduction of [The Members of Parliament (Salaries and Allowances) (Amendment) Bill, 2025 ........ 8
7. Consideration and Passage of [The Members of Parliament (Salaries and Allowances) (Amendment) Bill, 2025] ........ 10
8. Introduction of [The Regulation of Virtual Assets Bill, 2025] ........ 12
9. Introduction of [The Pakistan Standards and Quality Control Authority (Amendment) Bill, 2025] ........ 13
10. Introduction of [The Khunsa (Intersex) Persons (Protection of Rights) Bill, 2025] ........ 15
11. Introduction of [The Pakistan Penal Code (Amendment) Bill, 2025] (Amendment of Sections 323, 330 and 331 of PPC) ........ 17
12. Introduction of [The Islamabad Healthcare Regulation (Amendment) Bill, 2025] ........ 20
13. Introduction of [The Constitution (Amendment) Bill, 2025) (Amendment of Article 27 of the Constitution) ........ 21
14. Consideration and Passage of [The National Assembly Secretariat Employees (Amendment) Bill, 2024] ........ 22
15. Consideration and Passage of [The Payment of Wages (Amendment) Bill, 2024] ........ 24
16. Consideration and Passage of [The Islamabad Rent Restriction (Amendment) Bill, 2024] ........ 25
17. Consideration and passage of [The Factories (Amendment) Bill, 2024] ........ 26
18. Withdrawal of [The Supreme Court (Number of Judges) (Amendment) Bill, 2024] ........ 28
19. Resolution moved by Senator Samina Mumtaz Zehri regarding protection of the fundamental rights of Pakistani citizens detained abroad ........ 29
20. Senator Syed Shibli Faraz, Leader of the Opposition on the Al-Qadir Trust case verdict ........ 32
    - Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui ........ 40
21. Motion under Rule 218 moved by Senator Kamran Murtaza regarding low pressure of gas in Balochistan especially in Quetta city ........ 43
    - Senator Mohammad Abdul Qadir ........ 44
    - Senator Mohsin Aziz ........ 47
    - Senator Musadik Masood Malik (Minister for Petroleum) ........ 49

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES
Monday, the January 20, 2025

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at twenty minutes past four in the evening with Mr. Deputy Chairman (Senator Syedaal Khan) in the Chair.

----------------

## Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

وَ هُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ
لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ الْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَ الَّذِیْ خَبُثَ لَا
یَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾ ع

ترجمہ : اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت یعنی مینہ سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب وہ بھاری بھاری بادلوں کو اُٹھالاتی ہے تو ہم اس کو ایک مری ہوئی بستی کی طرف ہانک دیتے ہیں۔ پھر بادل سے بارش برساتے ہیں پھر بارش سے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں اسی طرح ہم مُردوں کو زمین سے زندہ کرکے باہر نکالیں گے۔ یہ آیات اس لیے بیان کی جاتی ہیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ جو زمین پاکیزہ ہوتی ہے اس میں سے سبزہ بھی پروردگار کے حکم سے نفیس ہی نکلتا ہے اور جو

خراب ہے اُس میں جو کچھ نکلتا ہے ناقص ہوتا ہے۔ اسی طرح ہم آیتوں کو شکر گزار بندوں کے لیے پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں۔ سورۃالاعراف (آیات ۵۷تا۵۸)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جزاک اللہ۔ پہلے چھٹی کی درخواستیں لے لیتے ہیں۔

## Leave of Absence

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر دوست محمد خان صاحب بعض نجی مصروفیات کی بناپر مورخہ 14 اور 15 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر طاہر خلیل صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بناپر آج مورخہ 17 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر سرمد علی صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بناپر آج مورخہ 14 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر محمد اسحاق ڈار صاحب نے سرکاری مصروفیات کی بناپر مورخہ 15 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر سید محسن رضا نقوی صاحب نے سرکاری مصروفیات کی بناپر مورخہ 14 تا 28 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی Order No. 2

سینیٹر کامران مرتضٰی: ایک دن ہمارے سوالات تھے اور ضروری تھے، درمیان میں احتجاج شروع ہو گیا تھا۔ احتجاج کی وجہ سے ان سوالوں کے بارے میں شاید آپ حکم کرنا بھول گئے، اگر آپ

کہیں گے تو ایوان میں آ جائیں گے، اگر نہیں کہیں گے تو جد ھر تک وہ لے لیے گئے تھے اس کے بعد آپ حکم کر دیں کیونکہ اور کوئی instrument نہیں ہے کہ ان سوالوں کو ہم دوبارہ لا سکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، اس دن جب آپ نے جواب مانگے تھے تو اسی دن باقی جتنے سوالات تھے وہ جوابات سارے پڑھے تصور کیے گئے تھے۔ اس لیے دوبارہ ابھی بات کرنا مناسب نہیں ہے۔ آرڈر نمبر۔۲ سینیٹر بلال احمد خان صاحب، سینیٹر عطاء الرحمٰن صاحب، سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب اور سینیٹر عبدالشکور صاحب آرڈر نمبر۔۲ پیش کریں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: جناب! آپ کی اجازت سے،اس میں Banking Companies Act ہے،اس میں ہم 1962 کی amendment ٹھیک کر رہے ہیں۔ ایسے ہے کہ ایک Section 27-B ہے،اس میں union activities پر National Bank کے حوالے سے پابندی ہے۔ باقی پورے union activities میں fresh blood آ سکتا ہے مگر National Bank میں ایک discrimination create کی گئی ہے اور اس پر ہمیشہ احتجاج بھی ہوتا ہے تو اس Bill میں Section 27-B کی omission کے لیے ہماری تجویز ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ motion move کریں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: جناب! اگر leave grant ہو جائے،اگر اجازت ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آرڈر نمبر۔۲ پہلے پیش کریں پھر اس کے بعد۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: ٹھیک ہے جناب!

**Introduction of [The Banking Companies (Amendment) Bill, 2025]**

Senator Kamran Murtaza: The leave may be granted to introduce a Bill further to amend the Banking Companies Ordinance, 1962 [The Banking Companies (Amendment) Bill, 2025].

Mr. Deputy Chairman: Minister S*ahib*.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! میں ایوان کی اطلاع کے لیے صرف provision پڑھ دوں گا جس کی deletion ہمارے ساتھی چاہ رہے ہیں اور اس کے بعد پھر ایوان فیصلہ کر لے۔ جو banks میں unionise ہے، ایک تو یہ کہ نیشنل بینک singled out نہیں ہے، جہاں جہاں پر اسٹیٹ بینک، نیشنل بینک، جو جو بینک ہیں۔ جناب! میں Section 27B پڑھ دیتا ہوں اگر آپ کہیں گے کہ پھر بھی یہ چیزیں ہونی چاہییں تو میں concede کروں گا۔

> 27B. Disruptive union activities.— (1) No officer or member of a trade union in a banking company shall use any bank facilities including a car or telephone to promote trade union activities, or carry weapons into bank premises unless so authorized by the management, or carry on trade union activities during office hours, or subject bank officials to physical harassment or abuse and nor shall he be a person who is not an employee of the banking company in question.
>
> (2) Any person violating any of the provisions of sub-section (1) shall be guilty of an offence punishable with imprisonment of either description which may extend to three years, or with fine, or with both.

جناب یہ law 1962 میں آیا تھا۔ 1962 onwards یہ چیزیں اتنی زیادہ بڑھیں کہ 1997 میں تمام stakeholders کو involve کر کے اس میں changes متعارف کی گئیں اور 31 مئی 1997 کو Section 27B شامل کیا گیا۔ جناب آج ہم 2025 میں کھڑے ہیں اور 27-26 سال ہو گئے ہیں اور اس کی وجہ سے Banking sector نے grow بھی کیا ہے اور ماشاءاللہ سے employees اپنی activities بھی چلا رہے ہیں۔ اب جناب یہ وہ

disruptive activities ہیں کہ آپ اسلحہ لے کر نہیں آئیں گے، آپ ہراساں نہیں کریں گے، آپ Bank vehicles misuse نہیں کریں گے، Union activities کے لیے جلوس نکالنا ہے تو وہ سارے لے جائیں، میں ادب سے یہ استدعا کروں گا کہ اس Bill کو oppose کرنے کی instructions ہیں اور اگر میرے محترم سینیٹرز صاحبان مناسب سمجھیں تو اسے amended شکل میں لے آئیں۔ جناب یہ جو message جائے گا یہ صحیح نہیں ہے، آج آپ نے سیدھی 27B کی deletion مانگی ہے، یہ میں نے پڑھ دیا ہے، میرے پاس اس کا draft ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی جو منسٹر صاحب نے issue raise کیا ہے تو آپ Private Members Day والے روز منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں اور اس مسئلے کو حل کریں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: کامران صاحب یہ خبر بھی بہت بری جائے گی کہ ہم وہ deletion مانگ رہے ہیں کہ بینکوں میں اسلحہ لے کر پھریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: وہ عجلت میں ہوا یا جو بھی ہوا، آپ نے پورا Section 27B کے لیے deletion مانگا ہے، آپ کا motion ہی یہ ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرے خیال میں منسٹر صاحب نے جو تجویز دی ہے، آپ اور آپ کے ساتھی اراکین ان کے ساتھ بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کر لیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب اس طرح کے Bill سے متعلق باہر خبر نکلتی ہے تو وہ بھی کوئی اچھا پیغام نہیں ہے کہ یہ disruptive activities کو explain کر دیا گیا کہ آپ اسلحہ لے کر نہیں آئیں گے، آپ ملازمین کو ہراساں نہیں کریں گے، آپ funds کا misuse نہیں کریں گے۔ جناب fresh blood تو کریں لیکن وہ یہ کہتا ہے کہ جو بینک کا employee نہیں ہے وہ Bank Trade Union کا رکن نہ بنے۔ آپ amendment کے ذریعے کہہ رہے ہیں کہ جو employee نہیں ہے اسے بننا چاہیے۔ تو یہ بھی تو against logic جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرے خیال میں کامران صاحب اور بلال صاحب آپ بھی منسٹر صاحب کے ساتھ Private Members Day میں بیٹھ کر اس مسئلے کا حل نکالیں۔ شکریہ۔

آرڈر نمبر ۴، سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری صاحبہ. براہ مہربانی آرڈر نمبر ۴ پیش کریں۔

**Introduction of [The National Commission on the Status of Women (Amendment) Bill, 2025**

Senator Samina Mumtaz Zehri: I, Senator Samina Mumtaz Zehri move for leave to introduce a Bill further to amend the National Commission on the Status of Women Act, 2012 [The National Commission on the Status of Women (Amendment) Bill, 2025.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! میری سینیٹر صاحبہ سے بات بھی ہوئی ہے، منسٹری اس کو اس ground پر oppose کر رہی ہے کہ اس میں scope بہت limited ہو جائے گا اور جو status of Women Commissions ہیں ان کے Bills پر ساڑھے تین سے چار سال کام ہوا تھا اور یہ finalize ہوئے تھے، larger consensus سے تمام stakeholders کو لایا گیا تھا تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ اسے Ministry of Law and Justice کو refer کر دیں وہ اسے examine کر لے اگر کوئی اچھی تجویز ہے تو وہ carry ہو جائے گی۔ سینیٹر ثمینہ ممتاز صاحبہ میرے لیے بہت محترم ہیں، انہوں نے کہا ہے کہ نہیں تو ہم پھر اسے withdraw کر لیں گے۔

This may be referred to Standing Committee for Law and Justice because there are some legal technicalities in it.

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں اب تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

Senator Azam Nazeer Tarar: Sir, this may be referred to Law and Justice Committee, as there are some legal technicalities involved.

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری صاحبہ آپ آرڈر نمبر 5 پیش کریں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: نہیں جناب وہ تو کمیٹی کو بھجوا دیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وہ Law and Justice Committee کو چلا گیا ہے۔

آرڈر نمبر 6، سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری صاحبہ، آپ آرڈر نمبر 6 پیش کریں۔

**Introduction of [The National Commission for Human Rights (Amendment) Bill, 2025**

Senator Samina Mumtaz Zehri: I, Senator Samina Mumtaz Zehri move for leave to introduce a Bill further to amend the National Commission for Human Rights Act, 2012 [The National Commission for Human Rights (Amendment) Bill, 2025.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب میں نے اسے بھی examine کیا ہے، منسٹری اسے بھی oppose کر رہی ہے۔ میں نے محترمہ سینیٹر صاحبہ سے کہا کہ یہ ہمارا وہ کمیشن ہے جسے ماضی میں Global Alliance for National Human Rights Commission کی طرف سے status "A" ملا ہے اور یہ پاکستان کے لیے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے، جو legal formalities ہوتی ہیں وہ ایک طرح سے locked تصور ہوتی ہیں اور 8 مارچ کو اس کی further ratification ہو گی، چونکہ یہ ابھی passage پر نہیں ہے تو میں نے انہیں کہا تھا کہ پہلے والے Bill کے ساتھ ہی with our note of opposition, this may be referred to Law and Justice Committee تاکہ جو legal complications ہیں وہ دیکھ لی جائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب یہ تحریک بھی میں ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری صاحبہ، آرڈر نمبر 7 پیش کریں۔

Senator Samina Mumtaz Zehri: I, Senator Samina Mumtaz Zehri introduce the Bill further to amend the

National Commission for Human Rights Act, 2012 [The National Commission for Human Rights (Amendment) Bill, 2025.

جناب چیئرمین ! اس پر ہم بیٹھ کر بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی منسٹر صاحب ؟ یہ Bill ہم قانون اور انصاف کی کمیٹی کو بھیجتے ہیں۔

آرڈر نمبر 8، سینیٹر دنیش کمار صاحب، آرڈر نمبر 8 پیش کریں۔

**Introduction of [The Members of Parliament (Salaries and Allowances) (Amendment) Bill, 2025**

Senator Danesh Kumar: I, Senator Danesh Kumar move for leave to introduce a Bill further to amend the Members of Parliament (Salaries and Allowances) Act, 1974 [The Members of Parliament (Salaries and Allowances) (Amendment) Bill, 2025.

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ : جناب چیئرمین ! یہ identical Bill قومی اسمبلی نے پاس کر دیا ہے اور اس Bill کا متن یہ ہے کہ جو Allowances and Privileges ہیں یہ respective House کی Finance Committee کرے گی لیکن اس میں میری ایک تجویز یہ ہو گی کہ جہاں پر آپ نے لکھا ہے کہ National Assembly and Senate of Pakistan, Senate of Pakistan کے بعد جو comma ہے اس کے بعد آپ add کریں گے "as the case may be" کیونکہ there are two different Houses, there is one law catering for both Houses, so in order to avoid any legal complication and to bring clarity to the legislation, after the words Senate of Pakistan, "as the case may be" کو add کیا جائے کیونکہ جناب دو ایوان ہیں۔

جناب، it's a very simple amendment, corresponding amendment National Assembly سے ہو چکی ہے اگر آپ passage میں لے جاتے ہیں تو اگر کمیٹی کو بھیجنا ہے تو آپ بھیج دیں۔ جناب میں یہ اس لیے کہہ رہا ہوں کیونکہ قومی اسمبلی نے identical Bill pass کر لیا ہوا ہے، anomaly یہ تھی کہ سینیٹ کی طرف سے Bill میں وہ corresponding amendment نہیں آئی تھی، اس لیے یہ دونوں ایوان at parity ہوتے ہیں اور ان کے decisions ایک طرح سے ہوتے ہیں تو اس حوالے سے اسے passage میں بھی لے جائیں تو اس میں کوئی ایسا issue نہیں ہے۔ لیکن گزارش صرف یہ ہے کہ clarity سے کہ میں صرف یہ کہہ رہا تھا کہ I don't oppose to that extend کیونکہ دو مختلف forums کی بات ہو رہی ہے Finance Committee of National Assembly and Finance Committee of Senate of Pakistan. اس میں آ جائیں as the case may be جہاں National Assembly پڑھا جائے وہاں National Assembly سمجھا جائے گا، جہاں Senate پڑھا جائے گا وہاں Senate سمجھا جائے گا۔ آپ کے فائدے کے لیے کہہ رہا ہوں۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: اس کو add کر دیں ایک چھوٹی سی amendment ہے پھر دوبارہ agenda پر آئے گا passage کے لیے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ لوگ decide کر لیں۔ ابھی دیکھ رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں یہ تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: متفقہ تھا، جی جی بالکل۔ Order No.9. سینیٹر دنیش کمار Order. No.9. پیش کریں۔

Senator Danesh Kumar: I, introduce the Bill further to amend the Members of Parliament (Salaries and Allowances) Act, 1974 [The Members of Parliament (Salaries and Allowances) (Amendment) Bill, 2025].

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ اگلی تحریک پیش کریں۔

**Consideration and Passage of [The Members of Parliament (Salaries and Allowances) (Amendment) Bill, 2025]**

Senator Danesh Kumar: It is moved that the Bill further to amend the Members of Parliament (Salaries and Allowances) Act, 1974 [The Members of Parliament (Salaries and Allowances) (Amendment) Bill, 2025] introduced in the Senate be taken into consideration at once.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں نے جو amendment suggest کی تھی that may be made part of the Bill as the case may be after the words Senate of Pakistan.

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جب خبر بنتی ہے تو معلوم نہیں کیا کیا بنتی ہے۔ یہ جو privileges and allowances والا Act of Parliament mechanism کے ذریعے ہے۔ اس میں National Assembly نے recent past میں amendment کی تھی کہ وہ اس کو زیادہ streamline کرنے کے لیے اور threadbare discuss کرنے کے لیے جو House Finance Committee ہوتی ہے جس میں treasury بھی ہے،

جس میں opposition بھی ہے،جس میں Parliamentary Parties کی presence بھی ہے، جس میں سرکار بھی ہے۔ وہ سارے بیٹھتے ہیں تو یہ کہا گیا تھا کہ یہ جو معاملات ہیں allowances and salaries کے وہ Finance Committee of the respective House دیکھے کیونکہ یہ آئین کے تحت charged expense ہے اور Parliament کے جو دیگر expense ہیں وہ بھی committee ہی finance کرتی ہے۔ یہ exclusion تھی تو یہ اختیار House Finance Committee کو دیا گیا ہے۔ National Assembly کیونکہ یہ کر چکی تھی آج Senate نے بھی کر دیا ہے تو قانون at parity آ گیا۔ ایک طرح سے اب deal ہو گی یہ نہیں ہے کہ National Assembly میں کسی اور طرح سے ہو اور یہاں اور طرح سے ہو کیونکہ یہ Act ایک ہے، traditionally یہ ساری چیزیں رہی بھی ایک ہیں تو وہ anomaly دور کرنے کے لیے دنیش کمار صاحب نے جس وجہ سے میں نے oppose نہیں کیا۔ یہ House کی information کے لیے ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بل کی دوسری خواندگی۔ شقات ۲ تا ۳۔ اب میں اس بل کی دوسری خواندگی کروں گا یعنی اسے شق وار زیر غور لانا ہے۔ شقات ۲ اور ۳ میں کوئی ترمیم نہیں ہے۔ للذا یہ شقات ایوان کے سامنے سوال کے طور پر رکھتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ان شقات کو متفقہ طور پر منظور کیا جاتا ہے۔ شق ایک، بل کا ابتدائیہ اور عنوان۔ اب ہم شق ایک، ابتدائیہ عنوان لیتے ہیں۔ للذا یہ شقات ایوان کے سامنے سوال کے طور پر رکھتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ان شقات کو متفقہ طور پر منظور کیا جاتا ہے۔ دنیش کمار صاحب آپ تحریک پیش کریں۔

Senator Danesh Kumar: It is moved, that the Bill further to amend the Members of Parliament (Salaries and Allowances) Act, 1974 [The Members of Parliament

(Salaries and Allowances) (Amendment) Bill, 2025, be passed.

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک منظور کی جاتی ہے۔Order No.10. سینیٹر فاروق حامد نائیک کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ اس bill کو defer کیا جائے۔Order No.11. بھی سینیٹر فاروق حامد نائیک کی درخواست پر defer کیا جاتا ہے۔Order No.12. سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان پیش کریں۔

**Introduction of [The Regulation of Virtual Assets Bill, 2025]**

Senator Afnan Ullah Khan: I, move for leave to introduce a Bill to provide a regulatory framework for virtual assets, the creation of virtual asset zones, and related matters in Pakistan [The Regulation of Virtual Assets Bill, 2025].

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: سینیٹر صاحب کی effort بہت اچھی ہے لیکن اس میں مسئلہ یہ ہے کہ جو آئین کا Article 74 ہے وہ ہمیں روکتا ہے کہ اس میں جو Federal Government ہے ایسی legislation کے لیے traditionally وہ متعارف کرتی ہے۔

A money bill or a bill or amendment which if enacted and brought into operation would involve expenditure from the Federal consolidated fund.

اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ And withdrawal from the public account of the Federation.

اس کو بھی چھوڑتے ہیں۔

Fact the coinage or currency of Pakistan or the Constitution or function of State Bank of Pakistan shall not be introduced or moved in Majlis-i-Shoora except by or with the expressed consent of the Federal Government.

جناب ڈپٹی چیئرمین ! یہ افنان صاحب نے جو effort کی ہے اس میں currency

coinage کو اب ہم وہ جو digital form میں بھی introduce کرا رہے ہیں تو آئین کی

منشاء کے مطابق this has to be a government Bill or if not the prior approval of Federal Cabinet is required. Otherwise, this would not be in accordance with the Constitution.

میں اپنے بھائی سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کو آج defer کروائیں اور اس پر ہم بیٹھ کر بات کر لیں گے کیونکہ پہلے وہ prior approval آئے گی تو پھر ہم اس کو proceed کر سکیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، ڈاکٹر افنان اللہ صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان: جی، defer کر دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اچھا، defer کیا جاتا ہے۔ Order No. 13 بھی ڈاکٹر افنان اللہ صاحب کا ہے وہ بھی انہی کی درخواست پر defer کیا جاتا ہے۔ Order No. 14, Senator Shibli Faraz Sahib. جی، آپ پیش کریں۔

## Introduction of [The Pakistan Standards and Quality Control Authority (Amendment) Bill, 2025]

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب چیئرمین ! یہ جو Bill ہے اس کا background یہ ہے کہ جب مجھے بحیثیت وزیر وزارت سائنس و ٹیکنالوجی کو دیکھنے کا موقع ملا تو بنیادی طور پر جو Pakistan Standards and Quality Control Authority ہے اس کا جو Act تھا اس میں بنیادی طور پر ہم یہ چاہتے تھے کہ یہ واحد بہت اہم ترین ادارہ ہے جو اگر صحیح معنوں میں کام کرنا شروع کر دے تو پاکستان میں Standard and Quality کے جو issues ہیں جس کی وجہ سے

ہمارے ملکی productsہیں وہ ان standard کو پورا نہیں کرتیں جو کہ عالمی سطح پر ہیں چاہے وہ import یا exportکے لیے ہوں۔ جب importکی بات آتی ہے تو اس میں qualityبڑی matterکرتی ہے اور ہم نے یہ دیکھا ہے کہ بہت ہی sub-standardچیزیں importہوتی ہیں۔ گو کہ یہ چیزیں portپر اترتی ہیں لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ administratively کیونکہ یہ مشکلات آئیں کہ Pakistan Standards and Quality Control Authorityکی جو performanceہے جو کہ بد قسمتی سے اس وقت ایک بہت ہی corruptادارہ بن چکا ہے اور اس کو effectiveبنانے کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو بجائے کراچی، لاہور اور پشاور کے تناظر میں دیکھا جائے۔ اس کا جو بنیادی spirit ہے وہ یہ ہے کہ اس ادارے کو اپنے زیر نظر رکھا جائے۔ اس کی effectivenessکو بڑھایا جائے اور اس کے جو administrative issues ہیں اگر وہ اسلام آباد میں آجائے گا تو اس سے اس کی performanceپر بہت فرق پڑے گا کیونکہ ابھی تک یہ ایک شتر بے مہار ہے جو کہ بالکل قابو میں نہیں آتا۔ اس لیے ہم یہ amendmentپیش کرنا چاہتے ہیں کہ اس کو بنیادی طور پر کراچی کی جگہ اسلام آباد میں ہونا چاہیے۔

I, Shibli Faraz would like to introduce a Bill further to amend the Pakistan Standards and Quality Control Authority Act, 1996 [The Pakistan Standards and Quality Control Authority (Amendment) Bill, 2025].

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، خالد مقبول صدیقی صاحب۔

Dr. Khalid Maqbool Siddiqui (Minister for Science and Technology): Sir, Opposed.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں یہ تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ جو اس تحریک کے حق میں ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔

(گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جو اس تحریک کی مخالفت میں ہیں وہ بھی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔

(گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک کے حق میں ممبران کی تعداد 9 ہے اور مخالفت کرنے والوں کی تعداد 18 ہے۔ لہٰذا تحریک مسترد کی جاتی ہے۔

(تحریک مسترد کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، خالد مقبول صاحب۔

ڈاکٹر خالد مقبول صدیقی: میرے خیال میں اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک تو عجیب و غریب قسم کی منطق ہے کہ یہ اسلام آباد میں آ جائے گا تو بہتر ہو جائے گا۔ یہاں آنے پر کون سی چیز بہتر ہوئی ہے۔ بنیاد اس کی یہ نہیں ہے کہ اچھی اور بہتری۔ کراچی میں 80 فیصد کاروبار اور صنعت ہے۔ Import and Export کے لیے یہ بڑا crucial ہے۔ جس شہر میں سب سے زیادہ ضرورت ہے یہ وہیں پر ہے۔ اس طرح پاکستان کے کتنے ہی وفاقی ادارے اسلام آباد سے باہر آج بھی موجود ہیں۔ کراچی پر نظر کیوں ہے؟ اس ادارے نے گزشتہ چھ مہینوں سے بہت بہتر perform کرنا شروع کر دیا ہے۔

Mr. Deputy Chairman: Majority is authority. Order No. 16, Senator Mohsin Aziz Sahib.

**Introduction of [The Khunsa (Intersex) Persons (Protection of Rights) Bill, 2025]**

Senator Mohsin Aziz: I, Senator Mohsin Aziz move for leave to introduce a Bill to provide for protection, relief and rehabilitation of the rights of khunsa (intersex) persons, and their welfare [The Khunsa (Intersex) Persons (Protection of Rights) Bill, 2025].

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، تارڑ صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! اس میں بھی میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ محسن عزیز بہت محنت کرتے ہیں۔ اس subject matter پر ایک مکمل Bill 2018 میں پاس ہوا تھا۔ پھر اس کی کچھ شقیں challenge ہوئیں تو وفاقی شرعی عدالت نے ان کو strike down کیا۔ اس کی جو اپیل ہے وہ سپریم کورٹ میں *sub judice* ہے۔ وہ قانون اب بھی موجود ہے۔ Law کی موجودگی میں ایک نیا قانون لانا کوئی صائب چیز نہیں ہے۔ میں محسن عزیز صاحب سے یہی request کروں گا کہ اس کو withdraw فرما لیں اور اس میں جو amendments آپ کرنا چاہتے ہیں ان amendments کا package آپ ضرور introduce کروالیں۔ اس کو پھر ہم شق وار دیکھ لیں گے لیکن چونکہ 2018 کا Act موجود ہے تو اس کی موجودگی میں اس کو total repeal کرکے نیا قانون لانا اس کو ہم oppose کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس کو اگر آپ reconsider کرکے amendments لے آئیں تو جناب چیئرمین! وہ زیادہ صائب طریقہ ہوگا۔

سینیٹر محسن عزیز: 2018 کا Act یہاں اس ہاؤس سے پاس نہیں ہوا تھا۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: نہیں، نہیں۔ میں عرض کر رہا ہوں۔ تھوڑی سی confusion ہے۔ اسی subject matter پر 2018 میں Act بن گیا ہے۔ یہ in operation تھا۔ کامران مرتضیٰ صاحب تشریف رکھتے ہیں in operation آنے کے بعد اس کی کچھ شقیں وفاقی شرعی عدالت میں challenge ہوئی تھیں۔ وفاقی شرعی عدالت نے اس کی کچھ شقوں کو strike down کر دیا۔ اب یہ معاملہ سپریم کورٹ کے Appellate Bench کے سامنے *sub judice* ہے۔ وہ Law existing ہے کیونکہ constitution theme یہ کہتی ہے کہ سپریم کورٹ کے فیصلے تک وہ Law existing رہتا ہے کیونکہ ایک existing Law اسی subject matter پر 2018 کے Act کی شکل میں موجود ہے۔ اس میں آپ ترامیم لا سکتے ہیں۔ جو *sub judice* چیزیں ہیں ان کے بارے میں بھی آپ کچھ تبدیلی لا سکیں۔ میری یہ استدعا ہوگی اس کو اسی stage پر آپ withdraw کر لیں۔ ان ساری explanation کے

بعد اگر پھر بھی ترامیم لانا ضروری سمجھتے ہیں تو وہ لے آئیں۔ ان ترامیم پر ہم اپنا opinion دیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی محسن عزیز صاحب۔

Senator Mohsin Aziz: Will that not be in conflict with that law? The case stays there in the Supreme Court.

جب میں ترمیم لے کر آؤں گا، تب بھی آپ یہی فرمائیں گے یا نہیں؟

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: نہیں جناب۔ ایک *sub judice* issue تو ضرور ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ جب اس subject matter کے اوپر ایک existing law موجود ہے تو ایک نئے law کی ضرورت نہیں ہے۔ اس law کے اندر آپ جہاں پر سمجھتے ہیں کہ یہ ترمیم آنی چاہیے، وہ لے آئیں۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ اسے withdraw کرلیں جبکہ اُس میں amendments لے آئیں۔

سینیٹر محسن عزیز: ٹھیک ہے۔ میں پھر ترمیم لے آتا ہوں۔ اس کو withdraw کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ بل واپس لے رہے ہیں۔ منسٹر صاحب ہاؤس کے اندر ذمہ داری سے بات کر رہے ہیں۔ آپ اسے withdraw کر رہے ہیں؟

سینیٹر محسن عزیز: میں اسے withdraw کرلیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے۔ محسن عزیز صاحب! اسی طرح آرڈر نمبر ۱۷ بھی آپ کا ہے۔ آرڈر نمبر ۱۸، سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری صاحبہ پیش کریں۔

**Introduction of [The Pakistan Penal Code (Amendment) Bill, 2025] (Amendment of Sections 323, 330 and 331 of PPC)**

Senator Samina Mumtaz Zehri: I move for leave to introduce a Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 [The Pakistan Penal Code (Amendment) Bill,

2025], (Amendment of Sections 323, 330 and 331 of PPC).

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! ایسا ہے کہ relevant quarters نے اسے oppose کیا ہوا ہے۔ ہماری بہن چیزوں کو بہتر اور streamline کرنے کے لیے بڑی اچھی effort کرتی ہیں۔ اس کے دو تین aspects ہیں۔ ایک تو جو دیت کی amount ہے، اس کا تعین شریعت نے کر رکھا ہے۔ وہ صرف minimum کا ہے۔ میں ایک وضاحت کر دوں کہ دیت جہاں پر راضی نامے کی صورت میں آئے گی، وہاں پر یہ ورثا کا حق ہے کہ وہ کتنی دیت وصول کرنا چاہتے ہیں یا victim کا حق ہے۔ کئی مرتبہ دیت victim کو یعنی زندہ شخص کو بھی دی جاتی ہے۔ وہ ارش کے معاملات میں دی جاتی ہے کیونکہ ہمارا شرعی حکم یہ ہے کہ body organ میں دس انگلیاں ہیں، اگر کسی کی ایک انگلی ضائع ہوتی ہے تو دیت کا 1/10th دیا جاتا ہے۔ کسی کے دو بازوؤں میں سے اگر ایک بازو ضائع کر دیا جائے تو دیت کا half ہوگا۔ جو single organ, for example ناک ہے تو اس کی دیت، مکمل دیت ہے۔ اس حوالے سے ایک پورا mechanism دیا گیا ہے لیکن یہ minimum amount ہے جو آپ نے 30,630 گرام چاندی کی بات کی ہے، یہ سیکشن 323 کے تحت minimum amount ہے، اس سے نیچے نہیں جاسکتے۔ کہیں بھی upper capping نہیں کی گئی۔ جہاں تک upper capping کی بات ہے تو sky is the limit جہاں پر ورثا اور victim ہوں، ان کی choice ہے وہ کتنی مانگتے ہیں اور جب تک وہ satisfied نہیں ہوں گے، بات نہیں بنے گی۔ وہ پچاس کروڑ بھی مانگ سکتے ہیں اور ایک ارب بھی مانگ سکتے ہیں۔

عدالت کے لیے البتہ یہ کہا گیا ہے کہ عدالت نے معروضی حالات کو سامنے رکھتے ہوئے کہ victim کا status کیا تھا، ملزم کا status کیا ہے، وہ کتنی دیت دینے کی position میں ہے، minimum سے اوپر رکھنی ہے چاہے وہ دو روپے ہو، سو روپے، پچاس کروڑ یا ایک ارب ہو لیکن minimum سے نیچے نہیں جائیں گے۔ آپ اس میں ایک mechanism suggest

کر رہے ہیں کہ آپ اس کو دو ہزار گرام یعنی دو کلو سونے کے ساتھ مشروط کر دیں یا 1/4th of the total property of the accused کے ساتھ کریں۔

سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری: یہ طریقہ کار بہت پہلے، شروع شروع کے زمانے کے حساب سے تھا، اب چاندی کی value نہیں ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ آج کل جو incidents ہو رہے ہیں اور ہمارے سامنے آ رہے ہیں، car accidents ہو رہے ہیں، دیت pay کرتے ہیں تو اس کے حساب سے اگر چاندی کی value دیں گے تو

a person who has lost his limb or if he has lost his life, do you think that this compensation is enough? People get away with this kind of minor compensation and then they do the same thing over and over again. This is so that it stops the people from doing it.

ایک ڈر ہوگا، میں جانتی ہوں کہ یہاں پر سزا کے متعلق بہت زیادہ apprehension ہوتا ہے۔ اگر strict punishment نہیں کریں گے تو بات نہیں بنے گی۔ کہیں پر تو آپ ان ropes کو tighten کریں۔ ہر چیز پر تو آپ objections نہیں لگا سکتے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں اسی کو explain کر رہا تھا۔ میں نے چونکہ سینیٹر صاحبہ سے وعدہ کیا تھا کہ اسے ہم Law and Justice کی کمیٹی میں لے جائیں گے لیکن ایوان کی information کے لیے کہوں گا، جو آپ کہہ رہی تھیں کہ minimum کا اسی پر fix ہو جاتا ہے، ہماری شریعت نے اور قرآن پاک نے بڑی منطق کے ساتھ یہ بات رکھی ہے کہ upper limit کو نہیں چھیڑا۔ اگر چاندی کی قیمت نیچے آ بھی گئی ہے تو یہ عدالت نے طے کرنا ہے کہ اس نے کتنی amount order کرنی ہے۔ Minimum اس سے نیچے نہیں جائے گی۔ ہم ہر fiscal year میں یکم جولائی کو کرتے ہیں۔ اس معاملے کو Law and Justice کی کمیٹی میں بھیج دیا جائے، محترمہ بھی آئیں گی، میں بھی ہوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں تحریک کو منظوری کے لیے ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک منظور کی جاتی ہے اور بل پیش کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔
جی ثمینہ صاحبہ۔

Senator Samina Mumtaz Zehri: I introduce a Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 [The Pakistan Penal Code (Amendment) Bill, 2025].

جناب ڈپٹی چیئرمین: بل قانون و انصاف کمیٹی کو بھیجا جاتا ہے۔آرڈر نمبر ۲۰، سینیٹر محسن عزیز صاحب بل پیش کریں۔

**Introduction of [The Islamabad Healthcare Regulation (Amendment) Bill, 2025]**

Senator Mohsin Aziz: I move for leave to introduce a Bill further to amend the Islamabad Healthcare Regulation Act, 2018 [The Islamabad Healthcare Regulation (Amendment) Bill, 2025].

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: اس بل کو کمیٹی کو refer کردیں کیونکہ محکمہ کہتا ہے کہ ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر examine کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک ایوان کے سامنے منظوری کے لیے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک منظور کی جاتی ہے اور بل پیش کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب چیئرمین! اس ایوان میں ایک طرف حکومت کے allies ہیں۔ دوسری طرف ہمارا صوبہ خیبر پختونخوا ہے جس میں ہماری حکومت ہے اور ہمیں یہ پورا یقین ہے کہ وہاں سے ان شاء اللہ، اگر سو فیصد نہیں تو نوے فیصد ہمارے سینیٹرز آجائیں گے۔ایسی صورت میں جب آپ 'ہاں' اور 'ناں' کرواتے ہیں تو ہم تو at disadvantage ہیں کیونکہ یہاں پر جو حکومت کہتی ہے، اس کے ساتھ کچھ لوگ مل جاتے ہیں۔ اگر یہاں پر ہمارے دس گیارہ لوگ ہوتے تو جو آج سارے 'ناں' میں گئے، ان شاء اللہ ہاں میں ہو جاتے۔آپ لوگ جو یہاں پر بیٹھے ہیں، آپ کے قلم

ہے، زور ہے، ہر چیز ہے، وہاں پر ایک پورا سال ہونے کو ہے۔ آج 20 جنوری ہے، پورا ایک سال ہونے والا ہے کہ وہاں الیکشن نہیں ہوئے ہیں۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیوں نہیں کروائے جا رہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ آرڈر نمبر ۲۱ پیش کریں۔

Senator Mohsin Aziz: I introduce a Bill further to amend the Islamabad Healthcare Regulation Act, 2018 [The Islamabad Healthcare Regulation (Amendment) Bill, 2025].

جناب ڈپٹی چیئرمین: بل متعلقہ قائمہ کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے۔ آرڈر نمبر ۲۲۔ سینیٹر محمد عبدالقادر صاحب آرڈر پیش کریں۔

## Introduction of [The Constitution (Amendment) Bill, 2025) (Amendment of Article 27 of the Constitution)

Senator Mohammad Abdul Qadir: Thank you very much. I move for leave to introduce a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment) Bill, 2025) (Amendment of Article 27 of the Constitution).

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: یہ کوٹہ کے بارے میں ہے۔ اسے کمیٹی کو refer فرما دیا جائے، وہاں پر discuss کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک منظوری کے لیے ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک منظور کی جاتی ہے اور بل پیش کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ آرڈر نمبر ۲۳۔ سینیٹر محمد عبدالقادر صاحب آرڈر پیش کریں۔

Senator Mohammad Abdul Qadir: I, introduce the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment) Bill, 2025].

جناب ڈپٹی چیئرمین: بل متعلقہ قائمہ کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے۔ Order. No. 24 پر ایک بل ہے جو پہلے ہی قومی اسمبلی سے منظور کردہ ہے۔ سینیٹر دنیش کمار صاحب! آپ Order. No. 24 پیش کریں۔

**<u>Consideration and Passage of [The National Assembly Secretariat Employees (Amendment) Bill, 2024]</u>**

Senator Danesh Kumar: Thank you, Mr. Chairman! I, move that the Bill further to amend the National Assembly Secretariat Employees Act, 2018 [The National Assembly Secretariat Employees (Amendment) Bill, 2024], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

جناب ڈپٹی چیئرمین: کیا اس بل کی مخالفت کی جاتی ہے؟

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! یہ بل قومی اسمبلی سے منظور کردہ ہے۔ قومی اسمبلی نے اسے threadbare discussions کے بعد منظور کیا تھا۔ اس میں وہ چیزوں کو at parity لا رہے ہیں۔ انہوں نے یہ کافی efforts کے بعد پاس کیا تھا اور یہ صرف قومی اسمبلی سیکرٹریٹ کی working کے حوالے سے ہے۔ یہ ان کا internal matter ہے لہٰذا میرے خیال میں اسے کمیٹی نہ بھیجا جائے۔ اس پر بحث صرف قومی اسمبلی کی کمیٹی ہی کر سکتی ہے اور یہ انہوں نے پاس کر کے بھیجا ہے۔ We should show respect to the other House. یہ صرف ان کے سیکرٹریٹ کی functioning کے بارے میں کچھ amendments تھیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ قومی اسمبلی سیکرٹریٹ کا بل ہے۔ اگر ہم اسے پارلیمانی روایات کے مطابق پاس کریں تو بہتر ہے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں بھی یہی عرض کر رہا ہوں کہ اسے پاس کر دیا جائے کیونکہ یہ ان کی اپنی internal working کے مطابق ہے۔ انہوں نے threadbare discussionکے بعد اسے پاس کیا ہے

and we should show respect to the other House.

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک پیش کی گئی ہے کہ قومی اسمبلی سیکرٹریٹ ملازمین ایکٹ، 2018میں مزید ترمیم کرنے کا بل [قومی اسمبلی سیکرٹریٹ ملازمین (ترمیمی) بل،2024] قومی اسمبلی سے منظور کردہ صورت میں زیر غور لایا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب ہم بل کی دوسری خواندگی پر آتے ہیں یعنی شق وار بل کا زیر غور لانا ہے۔ شقات 2تا8۔ شقات 2تا8میں کوئی ترمیم نہیں ہے لہٰذا میں یہ شقات ایک سوال کی صورت میں ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ شقات 2تا8 کو بل کا حصہ بنایا جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شقات 2تا8 کو بل کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ شق 1، بل کا ابتدائیہ اور عنوان۔ اب ہم شق 1، بل کا ابتدائیہ اور عنوان زیر غور لاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ شق 1، بل کا ابتدائیہ اور عنوان کو بل کا حصہ بنایا جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شق 1، بل کا ابتدائیہ اور عنوان بل کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ Order. No. 25.جی سینیٹر دنیش کمار۔

Senator Danesh Kumar: I, move that the Bill further to amend the National Assembly Secretariat Employees Act, 2018 [The National Assembly Secretariat Employees (Amendment) Bill, 2024], be passed.

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک پیش کی گئی ہے کہ قومی اسمبلی سیکرٹریٹ ملازمین ایکٹ، 2018میں مزید ترمیم کرنے کا بل [قومی اسمبلی سیکرٹریٹ ملازمین (ترمیمی) بل،2024] منظور کیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: بل منظور کیا جاتا ہے۔Order. No. 26.جی سینیٹر محسن عزیز۔

**Consideration and Passage of [The Payment of Wages (Amendment) Bill, 2024]**

Senator Mohsin Aziz: I, move that the Bill further to amend the Payment of Wages Act, 1936 [The Payment of Wages (Amendment) Bill, 2024], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: Order. No. 26پر payment of wagesکے متعلق جو بل ہے، اسے oppose نہیں کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب ہم بل کی دوسری خواندگی پر آتے ہیں جو شق وار بل کا زیر غور لانا ہے۔ شق 2۔ شق 2 میں کوئی ترمیم نہیں ہے لہٰذا میں یہ شق ایک سوال کی صورت میں ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ شق 2 کو بل کا حصہ بنایا جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شق 2 کو بل کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ شق 1، بل کا ابتدائیہ اور عنوان۔ اب ہم شق 1، بل کا ابتدائیہ اور عنوان زیر غور لاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ شق 1، بل کا ابتدائیہ اور عنوان بل کا حصہ بنایا جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شق 1، بل کا ابتدائیہ اور عنوان بل کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ Order. No. 27.جی سینیٹر محسن عزیز۔

Senator Mohsin Aziz: I, move that the Bill further to amend the Payment of Wages Act, 1936 [The Payment of Wages (Amendment) Bill, 2024], be passed.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: بل منظور کیا جاتا ہے۔ Order. No. 28.جی سینیٹر محسن عزیز۔

**Consideration and Passage of [The Islamabad Rent Restriction (Amendment) Bill, 2024]**

Senator Mohsin Aziz: I, move that the Bill further to amend the Islamabad Rent Restriction Ordinance, 2001 [The Islamabad Rent Restriction (Amendment) Bill, 2024], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: کمیٹی میں اس بل میں کچھ amendments آئی تھیں جو سینیٹر محسن عزیز صاحب مان گئے تھے. so it is not being opposed

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: بل کی دوسری خواندگی۔ شق نمبر ۲، اب ہم بل کی دوسری خواندگی کریں گے یعنی بل کو شق وار زیر غور لانا۔ شق نمبر ۲۔ شق نمبر ۲ میں کوئی ترمیم نہیں ہے، للذا میں یہ شق ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ شق ۲ کو بل کا حصہ بنایا جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شق ۲ کو بل کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ شق نمبر ا، بل کا ابتدائیہ اور عنوان۔ اب ہم شق نمبر ا، بل کا ابتدائیہ اور عنوان، لیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ شق نمبر ا، ابتدائیہ اور عنوان، بل کا حصہ بنایا جائے؟

(تحریک منظور کی گئ)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شق نمبر ا، ابتدائیہ اور عنوان، بل کا حصہ بنایا جاتا ہے۔

Order No. 29. Senator Mohsin Aziz, please move Order No. 29.

Senator Mohsin Aziz: I hereby move that the Bill further to amend the Islamabad Rent Restriction Ordinance, 2001 [The Islamabad Rent Restriction (Amendment) Bill, 2024], be passed.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئ)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک منظور کی جاتی ہے اور بل کو منظور کیا جاتا ہے۔

Order No. 30. Senator Mohsin Aziz, please move Order No. 30.

## Consideration and passage of [The Factories (Amendment) Bill, 2024]

Senator Mohsin Aziz: I hereby move that the Bill further to amend the Factories Act, 1934 [The Factories (Amendment) Bill, 2024], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar: Not opposed Sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئ)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک منظور کی جاتی ہے۔ بل کی دوسری خواندگی۔ شقات ۲ تا۵۔ اب ہم بل کی دوسری خواندگی کریں گے یعنی بل کو شق وار زیر غور لانا۔ شقات ۲ تا۵۔ شقات ۲ تا۵ میں کوئی ترمیم نہیں ہے، لہٰذا میں یہ شقات ایوان کے سامنے ایک سوال کے طور پر رکھتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ شقات ۲ تا۵ کو بل کا حصہ بنایا جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شقات ۲ تا ۵ کو بل کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ شق نمبر۱، بل کا ابتدائیہ اور عنوان۔ اب ہم شق نمبر۱، بل کا ابتدائیہ اور عنوان، لیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ شق نمبر۱، ابتدائیہ اور عنوان، بل کا حصہ بنایا جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شق نمبر۱، ابتدائیہ اور عنوان، بل کا حصہ بنایا جاتا ہے۔

Order No. 31. Senator Mohsin Aziz, please move Order No. 31.

Senator Mohsin Aziz: I hereby move that the Bill further to amend the Factories Act, 1934 [The Factories (Amendment) Bill, 2024], be passed.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک منظور کی جاتی ہے اور بل منظور کیا جاتا ہے۔

Order No. 32. Senator Shahadat Awan Sahib, please move Order No. 32.

سینیٹر شہادت اعوان: جناب! اس میں وزیر قانون صاحب اپنا کوٹا پورا کر چکے ہیں اور یہ Flora اور Fauna والا ہے، مجھے یقین ہے کہ اس میں وقت مانگیں گے۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں وزیر قانون صاحب؟

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: اس میں ایک چھوٹی سی ترمیم آ رہی ہے تو میں کہتا ہوں کہ وہ next date پر آ جائے گی، میں وہ تیار کر لوں گا۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب! میں نے کہا کہ یہ ہر چیز کو پڑھ کر آتے ہیں۔ اپنوں کے لیے مخالفت کرتے ہیں اور غیروں پر نظر کرم کرتے ہیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: نہیں جناب! کام چلنا چاہیے، چھوٹی چھوٹی خوشیاں دینی چاہییں، بڑی بڑی نہیں دیتے۔ میں نے شہادت صاحب سے درخواست کی تھی۔ اس میں ایک چھوٹی سی ترمیم ڈالنی ہے۔ آج اسے defer فرمادیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس بل کو defer کیا جاتا ہے۔ Order No. 34. ہمارے پاس request آئی ہے کہ اسے بھی defer کیا جائے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: کسی tweaking کی ضرورت ہے تو انہوں نے graciously agree کیا ہے، بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی عبدالقادر صاحب۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: جیسے وزیر قانون صاحب نے کہا ہے۔ ویسے تو یہ کمیٹی میں تین چار مرتبہ defer ہو کر pass ہوا لیکن اگلی مرتبہ لگادیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس بل کو defer کیا جاتا ہے۔

Order No. 36. Senator Muhammad Abdul Qadir, please move Order No. 36.

**Withdrawal of [The Supreme Court (Number of Judges) (Amendment) Bill, 2024]**

سینیٹر محمد عبدالقادر: جناب! جس وقت ہم نے یہ بل لایا تھا اُس وقت ججوں کی تعداد 16, 17 تھی اور بڑھ نہیں رہی تھی لیکن اس کے بعد حکومت نے ایک بلڈوزر چلایا اور اسے ڈبل کر دیا۔ ابھی اس بل کی ضرورت نہیں ہے تو میں اسے withdraw کرنا چاہتا ہوں۔

I, Senator Muhammad Abdul Qadir, seek leave to withdraw the Bill further to amend the Supreme Court (Number of Judges) Act, 1997 [The Supreme Court (Number of Judges) (Amendment) Bill, 2024] as introduced in the Senate on 2nd September, 2024.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک کو ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک منظور کی جاتی ہے اور بل واپس لینے کی اجازت دی جاتی ہے۔

Order No. 37. Senator Muhammad Abdul Qadir, please move Order No. 37.

Senator Muhammad Abdul Qadir: I, Senator Muhammad Abdul Qadir, withdraw the Bill further to amend the Supreme Court (Number of Judges) Act, 1997 [The Supreme Court (Number of Judges) (Amendment) Bill, 2024].

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں تحریک کو ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک منظور کی جاتی ہے اور بل واپس لیا جاتا ہے۔

Order No. 38. Senator Samina Mumtaz Zehri, please move Order No. 38.

**Resolution moved by Senator Samina Mumtaz Zehri regarding protection of the fundamental rights of Pakistani citizens detained abroad**

Senator Samina Mumtaz Zehri: Cognizant of the fact that the Government of Pakistan has an obligation, under the Constitution and International law, to protect the fundamental rights of its citizens detained abroad. Mindful of the official estimates, according to which there are over 23,000 Pakistani citizens languishing in jails across the world with the highest number in Saudi Arabia, UAE, Greece and Iraq. The pathetic situation, the Pakistanis in prison abroad are at the mercy of the local courts without access to lawyers,

impartial translators or adequate consular assistance from the Pakistani diplomatic missions. These destitute Pakistanis face the harshest punishments due to their lack of understanding of and assistance with the legal process.

This House, therefore, recommends that the Government of Pakistan should:

i. Provide effective consular assistance and representation to all overseas Pakistani prisoners and ensure that their fundamental rights are not violated.

ii. Actively pursue the implementation of bilateral prisoner transfer agreements, with the aim of repatriating Pakistani nationals and allowing them to serve out their sentences in their home country.

جناب ڈپٹی چیئرمین: کیا اس کی کوئی مخالفت کرتا ہے؟

Senator Samina Mumtaz Zehri: Sir, as per newspaper reports February 2024, around 23000 Pakistanis have been….

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں آپ کی سہولت کے لیے figures بھی رکھتا ہوں اور بتا بھی دیتا ہوں کہ efforts کی گئی ہیں۔ ویسے تو یہ گورنمنٹ کی ڈیوٹی ہے کہ جہاں ہمارے تارکین وطن ہیں اور خاص طور پر جو prisoners ہیں ان کے لیے اقدامات کیے جائیں۔ اس سلسلے میں گیارہ ممالک کے ساتھ arrangement ہو گئی ہے اور 23 کے ساتھ MOUs جو MLA کے ہیں وہ pipeline میں ہیں اور hectic efforts are being made. No, it’s not opposed تو اس کو carry کر لیا جائے، جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس قرارداد کی کہیں سے مخالفت نہیں آئی، لہٰذا میں اس تحریک کو ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(قرارداد منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: قرارداد منظور کی جاتی ہے۔

Order No. 39. Senator Samina Mumtaz Zehri, please move Order No. 39.

اگر اس کی مخالفت کی جاتی ہے تو اس پر بات ہو سکتی ہے، اگر اس کی مخالفت نہیں کی جاتی تو اس پر بات نہیں ہو سکتی۔ جی وزیر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: Order No.41 and 42 میں درخواست کی ہے کہ دو concerned Ministers ملک سے باہر ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ موضوع ایسے ہیں کہ وہ ایوان میں موجود ہوں۔ اگر آپ انھیں defer کرکے اگلی sitting میں لے لیں it would be more appropriate کہ ان کی موجودگی میں discuss ہو جائے گا۔۔۔

(اس موقع پر ایوان میں نماز مغرب کی اذان سنائی دی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جزاک اللہ۔ اب میں اس قرارداد کو ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔ منسٹر صاحب پہلے بات کریں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں کوشش کرتا ہوں کہ House Business میں جو assistance ہو سکے، specific requests آئیں تھیں Order No. 39, 40 and 42 کے بارے میں کہ اگر movers بہتر سمجھیں تو جو discussion ہے وہ concerned Ministers کی موجودگی میں ہو جائے تاکہ وہ سوالوں کے جواب دے دیں۔ Minister for Energy موجود ہیں، اگر ایوان اجازت دے تو Order No. 41 take up کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مغرب کی اذان ہو گئی ہے، میرے خیال میں آپ لوگ وقفہ لے لیں اور نماز پڑھ کر آرام سے آ جائیں۔ جی منسٹر صاحب، جی شبلی فراز صاحب! نماز مغرب کے لیے 10, 15 منٹ کا وقفہ کرتے ہیں۔

(اس موقع پر نماز مغرب کے لیے پندرہ منٹ کا وقفہ کیا گیا)

(نماز مغرب کے وقفے کے بعد جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب کی زیر صدارت اجلاس دوبارہ شروع ہوا)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب پہلے ,Order No.41 پیش کریں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: وزیر صاحب نہیں ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں میں نے کہا وزیر صاحب نہیں ہیں۔ اس لیے میں نے خانزادہ صاحب کو مخاطب کیا۔ اس سوال کے متعلق وزیر صاحب نہیں ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی mic on کریں۔

## Senator Syed Shibli Faraz, Leader of the Opposition on the Al-Qadir Trust case verdict

سینیٹر سید شبلی فراز: ان کو لے کر چلنا ہے یا ہم نے اس کو بالکل ignore کرنا ہے۔ مجھے جو سمجھ آئی اور میرا اسینیٹ میں دسواں سال ہے۔ جب leader of the House یا Leader of the Opposition کھڑا ہوتا ہے تو تمام کارروائی روک کر ان کو floor دیا جاتا ہے لیکن جمعہ کے دن بھی آپ نے مجھے بولنے کی اجازت نہیں دی بلکہ اس دن تو میں سوال کر رہا تھا۔ آپ نے مجھے سوال پوچھنے کی اجازت بھی نہیں دی اور ابھی بھی لگتا ہے کہ تیور ایسے ہی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، جمعہ والے دن سوالات کا وقت تھا اور rule-41 کے تحت کوئی بات نہیں کر سکتا تھا۔

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب چیئرمین! میں تو کہہ رہا تھا میرا سوال بنتا ہے، میں نے سوال کرنا تھا۔ آپ نے مجھے سوال بھی نہیں کرنے دیا۔ آپ کو یہ کس نے کہا کہ میں تقریر کرنے والا تھا؟ یہ تو آپ نے خود اخذ کیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، نہیں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: آپ میری recording نکال کر دیکھیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں نے کہا rule-41 کے تحت جب سوالات ہوتے ہیں یا ایوان چلتا ہے اس دوران آپ بات نہیں کر سکتے تھے۔ مجھے سمجھ نہیں آئی ایک تو پیچھے سے اتنی تیز آوازیں ہوتی ہیں۔ ابھی اگر پہلے وزیر صاحب آئیں تو آپ اس سوال پر بات کریں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: ہم نے طے تو یہ کیا ہے Rule 218 کا جو motion ہوتا ہے۔ اس پر کئی لوگ بولتے ہیں، صرف پیش کرنے والا نہیں بولتا بلکہ ایوان میں بیٹھے ہوئے سب ممبرز کو بولنا ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں یہی کہہ رہا ہوں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب والا! کتنا لمبا agenda تھا ہم نے اس کو خاموشی سے سنا، ہم نے کارروائی چلنے دی۔ ابھی Rule 218 کا جو motion ہے ہم اس کے لیے کہہ رہے ہیں کہ یہ بھی ہماری پارٹی کا سینیٹر ہے، وہ اس کو بعد میں پیش کرلے گا اور چاہے وہ ہماری پارٹی کا نہ بھی ہوتا اور اگر جب بھی Leader of the Opposition کھڑا ہو جاتا ہے تو ایوان کی یہی tradition رہی ہے کہ اس کو آپ بولنے کا موقع دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کامران صاحب چلیں آپ کا motion بعد میں لے لیں گے۔ سینیٹر سید شبلی فراز صاحب آپ بولیں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: بالکل ہم تو بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جی آپ chair کو مخاطب کریں اور اپنی بات کریں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! دیکھیں on a very sincere note سیاسی مخالفتیں، سیاسی چیزیں جس میں اختلاف ہو، وہ سب اپنی جگہ پر لیکن ہم نے اس ایوان میں already دیکھا ہے کہ اس ایوان کے وقار میں ایک بہت بڑا dent پڑا ہے، جس کے بارے میں، میں بات بھی کروں گا۔ ہمیں روایات کو لے کر چلنا چاہیے کیوں کہ روایات ہی اس ایوان کا اثاثہ ہیں۔

جناب والا! ہمارا ملک، ہمارا عزیز ترین ملک، ہمارا واحد ٹھکانا، ہمارا واحد مسکن ہے۔ جب اس کی بات آتی ہے تو ہم سب ایک ہیں اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ ملک جس کو ہم خداداد پاکستان

کہتے ہیں تو ہمارے ذہنوں میں کچھ سوالات اٹھتے ہیں کہ یہ ملک کیوں بنا تھا، کس بنیاد پر بنا تھا اور اس کے پیچھے فلسفہ کیا تھا؟ سب جانتے ہیں یہ ملک کس نعرے پر بنا تھا اور وہ نعرہ کیا تھا؟ وہ نعرہ پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ تھا۔ وہ ایسا نعرہ تھا جس نے بر صغیر کے مسلمانوں کو ایک جوش دیا، ایک منزل دی، ایک destiny دی کہ ہمارا مقصد ادھر جانا ہے اور اس کے لیے لوگوں نے بے انتہا قربانیاں بھی دیں جس کی وجہ سے آج ہم ایک آزاد ملک میں ہیں۔ Supposedly آزاد ملک، کیوں کہ ابھی ہم اس منزل پر نہیں پہنچے، جس طرح بیدل ایک بہت بڑے فارسی کے شاعر تھے انہوں نے کہا تھا (فارسی) یعنی اندھیری رات چلی گئی لیکن صبح نہیں ہوئی اور اندھیری رات آ گئی۔ ہمارا بھی یہی المیہ ہے کہ وہ ملک جو کہ ہم چاہتے تھے، قائد اعظم یا جو بھی لوگ تھے، ان کا مقصد یہ تھا کہ ہم ایسے ملک میں جائیں جس میں ہم اپنی ثقافت کو، اپنے مذہب کو اور اپنی economic conditions کو خود manage کریں جس میں ہمارے لیے ایک ایسا مستقبل ہو جس سے ہمارے ملک کے عوام ایک ایسے معاشرے میں رہیں، جہاں پر ان کو جان و مال کی بھی حفاظت ہو، ان کے culture کی بھی حفاظت ہو اور ان کے جو مذہبی طور طریقے ہیں وہ بھی protected ہو۔

جناب والا! ہم ایک ایسا ملک بنائیں جس میں ان سب چیزوں کی آزادی ہو اور جو پاکستان بنا جس کا میں نے ذکر بھی کیا کہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کی بنیاد پر بنا تھا۔ اسرائیل کے علاوہ یہ ایک واحد ملک ہے جس کی تشکیل مذہب کی بنیاد پر ہوئی اور وہ بنیاد جس میں ہم نے ایک اسلامی معاشرہ تعمیر کرنا تھا۔ ایک ایسا ملک جس میں اسلامی تشخص اور حضور ﷺ کی سیرت النبی ﷺ پر ہم اس معاشرے کی تشکیل دے سکیں جس کی ہمارا ملک، ہمارا مذہب اس بات کی تلقین کرتا ہے کہ جو مسلمان ہیں وہ اپنے قرآن اور حضور ﷺ کی زندگی پر خود کو ترتیب دیں گے لیکن بد قسمتی سے ہمارے ستر سال گزر گئے ہم ایک ایسا معاشرہ تشکیل نہیں دے سکے جس کی کوئی ideology ہو۔

ہماری نوجوان نسل confusion کا شکار ہے۔ ملک identity crisis کا شکار ہے اور یہ اس لیے ہے کہ ہم لوگ اور بالخصوص ہماری نوجوان نسل مغرب کے طور طریقوں سے اور جو یہاں پر ہوتا ہے، اس سے بہت confuse ہے۔ یہاں پر کہنے کو تو بڑے ادارے بنائے جاتے ہیں جس میں سے ایک اسلامی نظریاتی کونسل بھی ہے لیکن بد قسمتی سے اس کونسل نے بھی اپنے آپ کو

سیاست میں ملوث کر دیا اور ایسے ایسے فتوے دینے لگے ہیں جیسا کہ ابھی recently ایک احمقانہ اور مُضحکہ خیز فتویٰ دیا کہ VPN غیر اسلامی ہے۔

اب جس معاشرے میں آپ کی premier body جس کا کام اس ملک کے آئین اور قانونی معاملات میں یہ assist کرے کہ آیا یہ particular چیز اسلام کے متصادم تو نہیں اور جیسا کہ آئین میں کہا گیا ہے کہ کوئی ایسا قانون نہیں pass ہوگا جو اسلامی روح کے خلاف ہو لیکن یہ فتوے ہم نے دیے اور ماضی قریب میں دیے۔ ابھی اس بات کو بہت عرصہ نہیں ہوا اور سب کے دلوں اور ذہنوں میں یہ بات نقش ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے یہ کہا تھا کہ VPN غیر اسلامی ہے۔

دنیا جہاں پہنچ گئی ہے اور جہاں ہم کھڑے ہیں، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نہ تیتر رہے ہیں اور نہ بٹیر۔ ہمارے اندر کافی confusions ہیں۔ ہمارے اندر بہت سے ابہام ہیں اور خاص طور پر ہماری نوجوان نسل جو کہ اس ملک کے مستقبل کی امین ہے، ان کو ہم نے کیا دے کر جانا ہے؟ آیا ہم نے ان کو اس قسم کی چیزیں دے کر جانی ہیں کہ جس میں کہ جو مدرسوں کا role ہوتا ہے، میں مدرسوں کی بحث میں نہیں جانا چاہتا اور میرا خیال ہے کہ ان کی نمائندگی ہے لیکن بحیثیت مسلمان اور بحیثیت پاکستانی ہم بھی سمجھتے ہیں بہت عرصے سے مدرسوں نے ایک بہت فعال کردار ادا کیا ہے۔ یہ تو 1979 میں ضیاء الحق نے ان میں جو ترامیم کیں اس سے نہ صرف فرقہ واریت کی بنیاد پڑی بلکہ اس نے معاشرے کو بالکل تہس نہس کر دیا اور اس کا credit ضیاء الحق کو جاتا ہے۔

اب ایسا معاشرہ جس میں کافی تناؤ، اضطراب اور بے یقینی ہو، اس میں ہمیں ایسے institutions build کرنے کی ضرورت تھی کہ جو اس confusion کو ختم کرتے اور ایسا راستہ دکھاتے اور ایسی راہ نمائی کرتے کہ جس سے پاکستان کی نوجوان نسل سیرت نبوی سے آگاہی حاصل کر سکتی اور ساتھ ساتھ اپنی زندگی کو حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ کے مطابق ترتیب بھی دے سکتی۔

اسی چیز کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس وقت کے Prime Minister عمران خان جو کہ فلاحی کام کرنے کے حوالے سے جانے جاتے ہیں، آپ سوچ سکتے ہیں کہ اگر عمران خان cancer کا

ہسپتال نہ بناتے تو آج غریب لوگ کہاں پر علاج کروا رہے ہوتے۔ Numl University کے بننے سے اس علاقے کے غریب نوجوانوں کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا ایک platform ملا۔

چونکہ سیرت نبوی ﷺ عمران خان کے دل کے بہت قریب تھی اور بحیثیت ایک راہ نما جس کی پورا پاکستان اور بالخصوص نوجوان نسل پیروی اور support کرتے ہیں اور وہ عمران خان کی زندگی کو emulate کرتے ہیں۔ چاہے وہ شلوار قمیض پہننا ہو، آپ جب United Nations میں جا کر اپنے قومی لباس شلوار قمیض میں خطاب کرتے ہیں تو اس کے لیے اعتماد چاہیے۔ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں آپ کے تشخص کو اجاگر کرتی ہیں۔

ہمیں apologetic نہیں ہونا چاہیے۔ اگر تو ہم ایک قوم ہیں، جو کہ ہمیں ہونا چاہیے، تو ہمیں اپنے قومی تشخص کو اجاگر کرنا ہوگا۔ آپ اپنے مذہب جو کہ ایک فلسفہ حیات ہے، اس کی پیروی کرکے اپنے اس تشخص کو مضبوط کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ کام جو کہ کبھی کسی Prime Minister نے یا Prime Minister نہ ہوتے ہوئے بھی یہ کام جو میں نے بتائے ہیں، اور اس کے علاوہ بھی کئی ہیں، ایک شخص کو اس بات پر چودہ سال کی سزا دی جاتی ہے کہ اس نے القادر یونیورسٹی بنائی۔

اب یہ ایک ایسا message ہے کہ آپ سیاسی مخالفت کی وجہ سے کسی بھی راہ نما پر جھوٹے cases بناتے ہیں۔ اگر ہمارے بائیں ہاتھ پر بیٹھے ہوئے دوست جو کہ آج شیر و شکر ہیں، وہ یہ بات کریں گے کہ جی آپ نے بھی ایسا کیا تھا۔ تو میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں اور یہ بات record پر ہے کہ جو مقدمات آپ پر بنے تھے وہ پیپلز پارٹی نے ن لیگ پر، نواز شریف پر بنائے اور پھر نواز شریف نے پیپلز پارٹی اور زرداری پر بنائے تھے۔ ہمارا اس سے کچھ بھی لینا دینا نہیں تھا۔ ہمارا صرف یہی ایک mandate تھا کہ ہم نے accountability کو عمل میں لانا ہے۔ چونکہ وہ cases ایک دوسرے کو blackmail کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے تھے تو اس لیے اس کی pursuance بہت weak تھی۔ ان کو ہمیشہ back burner پر ڈال دیا جاتا تھا اور وہ cases پڑے رہتے تھے۔ لیکن پھر ہم نے یہ بھی دیکھا کہ جب نواز شریف صاحب ایک arrangement کے تحت باہر سے واپس آئے اور وہ ابھی جہاز سے اترے بھی نہیں تھے کہ ان

کے مقدمات معاف کر دیے گئے تھے۔ یہاں تک کہ court کا وہ عملہ جو thumb impression لیتا ہے، وہ بھی airport پر پہنچایا گیا تھا۔

آپ ایک ایسے جرم میں جس میں نہ ایک پیسے کا فائدہ عمران خان کو ہوا اور یہ تو بہت زیادتی کی بات ہے کہ ان کی بیگم کو ,for just being a trustee ان کو سزا دے دی گئی۔ عمران خان کو ایک پیسے کا فائدہ نہیں ہوا اور trust کی definition میں trustee کو کوئی مالی فائدہ نہیں ہوتا۔ چونکہ اس سب کا مقصد انہیں سیاسی مخالفت میں ایک ایسی سزا دینا تھا کہ جس سے انہیں سیاست سے باہر کر دیا جائے۔

دیکھیں! ایسے سیاسی leader جو لوگوں کے دلوں میں رہتے ہیں، کسی بھی politically motived cases میں سنائی گئی سزا انہیں لوگوں کے دل سے نہیں نکال سکتی۔ وہ mandate جو کہ آٹھ فروری کو پاکستان کے عوام نے انہیں دیا، وہ ایسی خدمات کی بنیاد پر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے عوام کے دلوں میں گھر کیا۔ یہ زور زبردستی سے نہ حکومت میں آئے تھے اور نہ ہی ان کا آنے کا plan تھا۔ یہ سیاسی تحریک ہے اور اگر آپ لوگ سیاست میں اپنا شمار کرتے ہیں تو پھر سیاست میں ہمارا مقابلہ کریں۔ آپ لوگوں کے دلوں میں اپنا گھر بنائیں۔ ہم آپ کی help نہیں کر سکتے۔ آپ جب لوگوں کے mandate کے ساتھ حکومت میں آئیں گے تو پھر آپ کو حکومت کرنے کا مزہ بھی آئے گا۔ آپ ملک کے لیے بھی اچھی چیزیں کر سکیں گے اور جب آپ کے پیچھے عوام کا mandate ہوگا تو آپ reforms بھی کر سکیں گے لیکن ہم ایک ایسے act کی شدید مذمت کرتے ہیں اور میں اس کو کوئی مذہبی رخ نہیں دینا چاہتا، لیکن میں اتنا جانتا ہوں کہ پاکستان میں مدارس اپنا کام کر رہے ہیں، لیکن ایک modern form میں جو القادر یونیورسٹی بنائی گئی اور وہ arrangement جو کہ ملک ریاض اور UK کی National Crime Agency نے آپس میں کیا کہ اس کو آپ نے secret رکھنا ہے، اس کو ہم نے Cabinet میں approve کیا ۔ وہ پیسے جو باہر سے آئے تھے، وہ بھی حکومت کے پاس گئے اور خان صاحب کو اس میں ایک پیسے کا بھی فائدہ نہیں ہوا۔ ہم نے کوئی ذاتی محل نہیں لیے جس طرح سے کچھ parties نے لیے ہیں۔

کراچی میں اتنی بڑی زمین بیچ کر آپ کو اس کے عوض لاہور میں ایک محل ملا۔ خان نے محل نہیں لیا، خان نے ایک یونیورسٹی بنائی، مفاد عامہ کے لیے بنائی، اسلام کا spirit دل میں رکھتے ہوئے بنائی، انہوں نے کوئی ذاتی فائدہ حاصل نہیں کیا۔ فیض صاحب کے ایک شعر کا ایک مصرعہ ہے۔ مجھے پتا نہیں تھا، عرفان الحق صدیقی صاحب اردو اچھی بولتے ہیں لیکن میں ایک video بھی دیکھ رہا تھا جس میں، میں نے ان کی شاعری کا سنا، میں وہ بھی سناؤں گا۔ آپ نے بڑی خوبصورت شاعری کی ہے لیکن اس سے زیادہ اہم ہے کہ آپ خود کم از کم اس پر عمل کرتے کیونکہ آپ نے جو باتیں اپنی شاعری میں کی ہیں تو آپ اس کی مخالف سمت میں چل رہے ہیں۔ میں وہ کسی اور وقت سناؤں گا، اپنے ساتھیوں کو بھی پتا چلے کہ آپ اتنے اچھے شاعر بھی ہیں اور آپ مذاہمتی شاعری کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ کئی لوگوں کو یہ بات پتا نہیں ہو گی۔ ایسی صورت حال میں اس ملک میں اچھا کام کرنے پر سزا دیں گے جس کی مثال قائم ہو گئی ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ اس ملک میں کون اچھا کام کرے گا، کون خیراتی کام کرے گا، کون فلاحی کام کرے گا؟ اسلام کو کسی کی ضرورت نہیں ہے، ہم وسیلہ بنتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی وسیلہ بناتا ہے کہ کوئی ایسے ادارے بنا دیے جائیں جو لوگوں کی راہنمائی کر سکیں، ایسے لوگ لائے جائیں، specially new generation کو لایا جائے۔

جناب! ہم اس فیصلے کی seriously اور پرزور طریقے سے مذمت کرتے ہیں، ہم اس فیصلے کو اعلیٰ عدالتوں میں لے کر جائیں گے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس فیصلے سے عدلیہ کے وقار پر بہت بڑا ایک سوالیہ نشان آیا ہے، اگر یہ سوالیہ نشان عدالتوں پر آ جائے جو کہ انصاف دیا کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے، کہ اس جہاں اور اس جہاں میں بھی، ہمیں اُس جہاں کی زیادہ فکر ہونی چاہیے کیونکہ اُس جہاں میں بہت سخت امتحان ہو گا۔ ہم اگر اس طرح سے اپنے ذاتی، سیاسی مخالفت اور بغض کی بنیاد پر کریں گے۔ افسوس ہے کہ حکومتی وزراء Press Conferences کرتے ہوئے تھکتے نہیں ہیں کہ بڑا اچھا ہو گیا ہے، بہت اچھا ہو گیا۔ یہاں پر ایک سیاسی شخص ہیں، وہ ابھی موجود نہیں ہیں تو میں بات نہیں کروں گا کیونکہ مجھے values سکھائی گئی ہیں، وہ مختلف ہیں جو ان کو سکھائی گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر سید شبلی فراز صاحب! آپ as a Opposition بولتے ہیں اور آپ ہر وقت بول سکتے ہیں تو آپ اس کا پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہیں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: جی جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں نے کہا کہ آپ نے ساری باتیں تین، چار مرتبہ repeat کی ہیں اور ایک ہی بات کی ہے۔

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب! میں 10 بار repeat کروں گا کیونکہ شاید repetition سے آپ کو بھی سمجھ آ جائے، آپ وقت دیکھنے کی بجائے یہ سنیں کہ میں بات کیا کر رہا ہوں۔ میں کسی خاص سیاسی جماعت کی بات نہیں کر رہا اور میں عوام کے لیے بات کر رہا ہوں۔ جناب! میں آخر میں یہ کہوں گا کہ اس طرح کے کام نہ کریں۔ اچھے کام کو encourage کریں اور برے کام کو روکیں۔ ہم نے دیکھا کہ جمعرات یا جمعہ والے دن اس ایوان نے، ہم جب اس ایوان کی بات کرتے ہیں تو ہم بہت بڑی بات کر رہے ہوتے ہیں۔ ہمارے colleague Senator اعجاز چوہدری صاحب کو ان کا ایک آئینی حق نہیں دیا جا رہا۔ میری توقع تھی اور اب بھی توقع ہے کہ آپ دیکھیں کہ آج آپ ہمارے ساتھ کھڑے ہوں تو کل ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ ہم نے اس ایوان کے وقار کو واپس لانا ہے کہ آپ کا ایک جیل superintendent, Chairman Senate کے خط کو negate کرتا ہے، یہ پورے ایوان کی بدنامی ہے۔ آپ کی بدنامی ہے، میری بدنامی ہے اور یہاں جتنے ممبران بیٹھے ہوئے ہیں اور جو آنے والے ہیں، ان کی بھی بدنامی ہے۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ آپ اس کو اٹھائیں گے اور جو Chairman Senate نے order issue کیا ہے، اس پر عمل داری کرانی ہے، اگر عمل داری نہ ہوئی۔ پھر وہی بات ہے کہ جیسے Supreme Court نے reserved seats پر فیصلہ دے دیا لیکن آج دن تک اس پر عمل نہیں ہوا تو ادارے اس طرح تباہ ہوتے ہیں۔ ہم اس تباہی کا حصہ نہیں بننا چاہتے۔ اس لیے ہم سینیٹر اعجاز چوہدری صاحب کو produce نہ کرنے پر token walk out کرتے ہیں۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ آپ اپنے offices استعمال کریں گے کہ اس ایوان کے تقدس کو واپس لایا جائے۔ آپ کا شکریہ۔

(اس موقع پر اپوزیشن نے ایوان سے علامتی واک آؤٹ کیا)

جناب چیئرمین: سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب! ان کو ایوان میں واپس لائیں۔ جی سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب! آپ continue کریں۔

## Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب! آپ کا بہت شکریہ۔ اچھا لگا کہ سینیٹر سید شبلی فراز صاحب نے دھیمے انداز میں اور بڑے اچھے لب و لہجہ میں گفتگو کی اور اپنا نقطہ نظر پیش کیا۔ میرا خیال ہے کہ یہی desirable بات ہوتی ہے کہ اپنی بات کہی اور بات کہنے کے بعد تھوڑا سا حوصلہ بھی پیدا کیا جائے کہ دوسرے کی بات سن لی جائے۔ ہم نے تحمل اور توجہ کے ساتھ ان کی گفتگو سنی، اگر وہ بھی تشریف لے آئیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جان بلیدی صاحب! آپ سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب کے ساتھ جائیں اور Opposition نے walk out کیا ہے تو ان کو ایوان میں واپس لائیں۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: ہم ادب واحترام سے اپنے معروضات پیش کریں گے۔

(اس موقع پر اپوزیشن اراکین ایوان میں واپس آ گئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب! آپ continue کریں کیونکہ وقت کم ہے۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: میں قائد حزب اختلاف اور ان کی team کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ ایوان میں واپس تشریف لائے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ سینیٹر سید شبلی فراز صاحب نے بڑے شائستہ، بڑے شستہ، بڑے سنجیدہ اور دل پذیر لہجے میں گفتگو کی اور ہم نے اسی توجہ اور انہماک سے ان کی بات سنی ہے۔ میں بھی چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں، ہمیں جس طرح ان کی کوئی بات تلخ اور کڑوی نہیں لگی۔ ہماری کوئی بات جو جوابی ردعمل کے طور پر آئے گی، اسی وسعت قلبی اور اسی وسعت نظری کے ساتھ سنی جائے گی، وہ نظم آپ کے دور کی ہے۔

جناب! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جہاں تک دین کا تعلق ہے اور جہاں تک نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کا تعلق ہے، ان کے فروغ کا تعلق ہے، ان سے ہر مسلمان کی ایک نسبت ہے اور اس کا ایک تعلق ہے، اس کا ایک رشتہ ہے۔ ہم اپنے گھروں میں، وہ گھرانے بھی جو دور افتادہ بستیوں میں بستے ہیں، پہاڑوں میں بستے ہیں۔ جناب! وہ رسمی تعلیم میں نہ بھی جا سکیں تو وہ اپنے بچوں کو قرآن و حدیث کا درس ضرور دیتے ہیں، اپنے گھروں میں دیتے ہیں، اپنے قریبی مدارس میں دیتے ہیں اور

ہمارے لیے یہ بہت بڑا اعزاز ہوتا ہے۔ اس لیے کسی مسلمان اور پاکستانی کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کہ کوئی ادارہ دینی تعلیم دے رہا ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو فروغ دے رہا ہے۔ کسی حکومت کے لیے صرف یہ بات کیسے ہو سکتی ہے یا کسی بھی ادارے کے لیے کہ وہ اس ادارے کو منہدم کر دے یا اس کے خلاف ہو جائے یا ختم کر دے، یہ تصور بھی کیسے کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے ہاں 20 ہزار سے زیادہ مدارس registered ہیں، یہ سارے مدارس یہ کام کر رہے ہیں، کسی مدرسے کو بند نہیں کیا جاتا اور سب کے سب چل رہے ہیں۔

جناب! جہاں تک میرے بھائی نے جس ادارے کا ذکر کیا ہے، اس ادارے کے ساتھ کچھ اور متعلقات جڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ان متعلقات کا ذکر نہیں کیا لیکن معاملہ یہ ہوا ہے کہ ایک transaction جو UK سے ہوئی، میں اس کی تفصیلات میں بھی نہیں جانا چاہتا۔ ایک claim یہ ہے کہ وہ ریاست کا پیسا تھا، دوسرا claim یہ ہے کہ نہیں، وہ ملک ریاض صاحب کا ہی پیسا تھا جو ان کے account میں چلا گیا۔ میں اس controversy میں نہیں پڑنا چاہتا، ہو سکتا ہے کہ ایک کا نکتہ نظر ٹھیک ہو یا دوسرے کا ٹھیک ہو لیکن چند چیزیں، چند سوالات تو اپنی جگہ برقرار رہتے ہیں۔ اگر اُس وقت کی حکومت نے ملک صاحب کو کوئی رعایت نہیں دی، ان کا وہی حق جو وہاں کی agency نے انہیں دیا، وہ ہم نے انہیں دے دیا، ہماری ذرہ برابر کوئی رعایت نہیں تھی، ہم نے ملک صاحب کی ذرہ برابر پشت پناہی نہیں کی، ان کے ساتھ ذرہ برابر معاملات ہم نے نہیں کیے تو پھر ملک صاحب جنہیں میں بھی ذاتی طور پر جانتا ہوں، وہ کاروباری آدمی ہیں اور کاروباری آدمی ایک ایک پائی، ایک ایک پیسے کا حساب رکھتا ہے، لین دین کرتا ہے۔ انہوں نے پانچ سو کنال کے قریب زمین کیوں ایک ایسے trust کو دے دی جسے جنم لیے ہوئے ابھی چار دن نہیں ہوئے تھے، کس خوشی میں دے دی؟

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: محسن عزیز صاحب! براہ مہربانی۔ جی۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: جناب والا! دو سو چالیس کنال زمین فرح شہزادی نامی ایک خاتون کو بنی گالہ میں کس خوشی میں دے دی، کیوں دے دی، اگر انہوں نے کوئی رعایت نہیں لی تھی تو پھر

یہ کیوں دے دی؟ یہ چند سوالات ہیں۔ ابھی میرے دوست نے بارہا کہا کہ ایک پائی کا بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ یہ سینکڑوں کنال زمین پتا نہیں پائی میں ملتی ہے، پیسے میں ملتی ہے، ڈالروں میں ملتی ہے، پاؤنڈ میں ملتی ہے یا روپے میں ملتی ہے لیکن اس کی کوئی قیمت ہو گی اور بہت بھاری قیمت ہے۔ جناب چیئرمین! جو trust بنا، اِس وقت وہ وجود ہی نہیں رکھتا۔ 2020 or 2021 میں انہوں نے ایک قانون بنایا اور 1882 کے Act کو منسوخ کر دیا، کہا گیا کہ سارے 2020 trusts میں نئے سرے سے register ہوں گے۔ یہ اسلام آباد کا واحد trust ہے جو register نہیں ہوا، یہ آج تک register نہیں ہوا۔ لہٰذا یہ ساری زمین، ساری جائیداد اب کسی trust کی ملکیت نہیں ہے، یہ دو شخصیات، خان صاحب اور ان کی اہلیہ کی ملکیت ہے۔ اس کے four trustees تھے، دو کو فارغ کر دیا گیا تھا، صرف دو رہ گئے ہیں جو اس کے مالک بن چکے ہیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حضور پاک ﷺ کی سیرت کے لیے کردار اور عمل چاہیے، اس کے لیے صرف شلوار قمیص نہیں چاہیے، اس کے لیے لب و لہجہ چاہیے، اس کے لیے طرز عمل چاہیے، اس کے لیے اسوہ حسنہ کی تلقین چاہیے جو حضور ﷺ نے دیا تھا، یہ شلواروں اور قمیصوں سے نہیں آتی۔ آپ کے سارے مقدموں کے اندر جو پیسا اور زمینیں آئی ہیں، میں ان انگوٹھیوں، ہیرے اور جواہرات کا ذکر نہیں کر رہا، یہ وہ چیزیں ہیں جو اس مقدمے میں آئی ہیں، موجود ہیں، بر سرِ زمین ہیں، ہوائی اور خلائی نہیں ہیں۔ اگر ان کا رشتہ ایک ایسے ادارے کے ساتھ جڑتا ہے جس کو آپ کہتے ہیں کہ وہ یونیورسٹی تھی، وہ یونیورسٹی نہیں تھی، وہ اب بھی ایک graduate college ہے جو لاہور کے ایک کالج سے جڑا ہوا ہے۔ کیا آپ کوئی دیوبند کھولنے جا رہے تھے، آپ کوئی علی گڑھ کھولنے جا رہے تھے، یہ کیا ہے؟ چار سالوں میں اگر وہاں دو سو بچے پڑھے ہیں، وہاں صرف two disciplines ہیں۔

جناب والا! ایک اور بات، وزیر اعظم کو یہ اختیار ہے کہ وہ پورے ملک میں یونیورسٹیوں کے جال بچھا سکتا ہے۔ Trust کا کام وہ لوگ کرتے ہیں جو حکومتوں میں نہیں ہوتے، جیسے خان صاحب نہیں تھے، انہوں نے بڑے اچھے کام کر لیے، جیسے عبدالستار ایدھی نے کر لیا۔ جو حکومت میں ہوتا ہے وہ پورے ملک میں یونیورسٹی کھول سکتا ہے، اسے اختیار ہے، اسے کیا پڑی ہے کہ وہ ایک ایسے شخص سے مل کر جسے وہ رعایت دیتے ہیں، اس کے ساتھ مل کر اس کے پیسے سے ایک ادارہ کھڑا

کریں۔اس لیے اسے اس آنکھ سے نہ دیکھیں، اسے اجتماعی طور پر دیکھنے کی کوشش کریں اور کل جو فیصلہ آیا ہے، اسے غور سے پڑھیں، اس کے حقائق پر نظر رکھیں، یہ واحد مقدمہ ہے جس میں کوئی ہوائی، خلائی چیز نہیں ہے، ساری کی ساری باتیں زمین پر موجود ہیں۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی کی کسی ادارے سے کوئی دشمنی نہیں ہے، نہ کسی دینی تعلیم سے کوئی دشمنی ہے، نہ نعوذ باللہ حضور پاک ﷺ کی تعلیمات سے کسی کو بغض ہے، یہ چیزیں بیچ میں نہ لائیں، سیاست ہے تو سیاست ہی رہنے دیں۔ میں شبلی بھائی سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کو سیاست یا مذہب کی آنکھ سے نہ دیکھیں، اس کو ایک ایسے وقوعہ کے طور پر دیکھیں جو زمین پر موجود ہے اور رونما ہوا ہے، ہماری پوری تاریخ میں پہلی مرتبہ اس طرح کا مقدمہ سامنے آیا ہے، کسی وزیراعظم کے دور میں ایسا مقدمہ نہیں آیا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب Order No. 41 لے لیتے ہیں، سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب والا! اس سے پہلے کہ میں Order No. 41 پر بات کروں، ایک، دو چھوٹے چھوٹے واقعات جو بلوچستان سے متعلق ہیں، مجھے بعد میں موقع نہیں ملے گا۔ ایک واقعہ بلوچ یک جہتی کمیٹی سے متعلق ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی میں نے Order No. 41 announce کیا ہے۔ آپ بعد میں بات کر لیں، وزیر صاحب تقریباً ڈیڑھ گھنٹے سے بیٹھے ہوئے ہیں، یہ جواب دے دیں گے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب والا! وہ بھی بہت اہم ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ضرور، آپ Order No. 41 move کریں۔

**Motion under Rule 218 moved by Senator Kamran Murtaza regarding low pressure of gas in Balochistan especially in Quetta city**

Senator Kamran Murtaza: Sir, I move that the House may discuss extremely low pressure of gas in various areas of Balochistan especially Quetta city.

جناب والا! جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ سردیوں کا موسم ہے اور سردیوں کے موسم میں گیس ہمارے سرد علاقوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب سرد علاقوں میں گیس کی ضرورت ہوتی ہے تو اس موسم میں گیس کی load shedding کرنا یا اس کا pressure اس حد تک low کر دینا کہ چولہے نہ جلیں۔ اس کے نتیجے میں آپ سن رہے ہیں کہ آئے روز اموات ہوتی ہیں، دو دو، چار چار، چھ چھ لوگ وفات پا رہے ہیں۔ ان کا جب جی چاہتا ہے وہ گیس بند کر دیتے ہیں، جس وقت ان کا جی چاہتا ہے اس کا pressure low کر دیا جاتا ہے۔ نہ صرف کوئٹہ میں بلکہ پورے بلوچستان میں جہاں بھی gas available ہے یہ کام کیا جا رہا ہے۔ گو کہ sui gas کا مطلب یہی ہے کہ یہ سوئی کے مقام سے نکلتی تھی، اس لیے اس کا یہ نام ہے، ورنہ تو اسے قدرتی گیس کہا جا سکتا تھا لیکن اس کا نام 'سوئی' رکھنے کی وجہ یہی تھی کہ یہ گیس سوئی سے نکلتی تھی۔ جبکہ دہائیوں تک یہ گیس بلوچستان میں available نہیں تھی، کراچی، لاہور، اسلام آباد تک available تھی لیکن بلوچستان میں نہیں تھی۔ جب غلطی سے یہ آ ہی گئی ہے تو اب مسئلہ یہ ہے کہ اس کا pressure low ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں اموات ہوتی ہیں، چولہے بند ہو جاتے ہیں، گیس کے ہیٹر بند ہو جاتے ہیں، ہمارے ہاں لکڑی نہیں جلائی جا سکتی، ہمارے ہاں اس وقت کوئلہ نہیں جلایا جا سکتا، اس کا نتیجہ اموات کی صورت میں یا پھر بیماریوں کی صورت میں نکل رہا ہے۔ جناب والا! اگر واقعی یہ welfare state ہے اور commercial بنیادوں پر کام نہیں ہوتا تو پھر اس طرف بھی توجہ دی جانی چاہیے کیونکہ اب تو سوئی کی گیس تقریباً ختم ہونے پر آ گئی ہے لیکن یہ اب بھی ہمارے نصیب میں نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: اس تحریک پر اگر کوئی اور بات کرنا چاہے؟ جی سینیٹر عبدالقادر صاحب۔

**Senator Mohammad Abdul Qadir**

سینیٹر محمد عبدالقادر: بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ جناب چیئرمین! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کوئٹہ، مستونگ، پشین میں extreme سردی ہوتی ہے اور پچھلے دو، تین سالوں سے وہاں بہت زیادہ crisis چل رہے ہیں۔ پہلی چیز تو گیس کی load shedding ہے، جس طرح کامران صاحب نے ذکر کیا لیکن پچھلے دو، اڑھائی سالوں میں سب سے بڑا issue یہ ہوا ہے کہ لوگوں کو وہاں provisional bills بھیجے جا رہے ہیں اور یہ bills ایسے بھیجے جا رہے ہیں جو estimation

پر بھیجے جاتے ہیں۔ اب سلسلہ یہ ہے کہ lower categoryیعنی lower slab پر protected consumer کی price کم ہے لیکن SSGC والے یہ کر رہے ہیں کہ تین تین، چار چار مہینوں بعد bill بھیجتے ہیں تو automaticallyاگر کوئی اڑھائی سو، تین سو unit consume کر رہا ہے تو جب اسے ہزار units کا bill جاتا ہے تو وہ پھر highest slab میں fall کر جاتا ہے۔ جب highest slab میں fall کرتا ہے تو وہ تمام لوگ جن کا گرمیوں میں 1000 یا 1500 روپے بل آرہا ہوتا ہے تو سردیوں میں ان کا بل ,-/40000 -/50000 یا -/80000 روپے آجاتا ہے۔

جناب چیئرمین! وزیر صاحب یہاں موجود ہیں، میں اس ایوان کی وساطت سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ریاست ایک ماں کی طرح ہے۔ اس وقت پاکستان میں جو گیس ہے اگر آپ اس کی distributionدیکھیں تو 2022 یا2023 کی جو estimationآئی ہے52% پنجاب میں استعمال ہوئی ہے اور تقریباً 39% سندھ میں استعمال ہوئی ہے، اگر ان دونوں کو ملائیں تو 91% بنتا ہے۔ خیبر پختونخوا میں 7% استعمال ہوئی ہے اور بلوچستان میں 2% استعمال ہوئی ہے۔ پاکستان میں 1952 سے گیس بلوچستان سے نکلی ہے اور آج دن تک بلوچستان کے 30% حصے کو گیس مہیا نہیں کی گئی ہے۔ دوسری طرف اگر دیکھا جائے تو گیس میں circular debt حکومت پاکستان کے 2500 یا2800 ارب تک پہنچ گیا ہے، لیکن بلوچستان یا کوئٹہ کا loss جس کی percentage تو سو، دو سو یا تین سو فیصد بتاتے ہیں اگر اس کو دیکھا جائے تو وہ پانچ یا دس ارب روپے بھی نہیں ہے اور وہ جو loss ہے اس کے اندر Government Offices, Commercial and household بھی شامل ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، سینیٹر طاہر خلیل صاحب order in the House, please.

سینیٹر محمد عبدالقادر: جناب چیئرمین صاحب! میری آپ سے درخواست ہے کہ بلوچستان ہائی کورٹ نے اس issue پر جب عوام کے اوپر بہت زیادہ pressure آیا اور لوگ psychologically affect ہوئے اور بیمار ہوئے، لوگوں کے گیس کے میٹر کاٹ کر لے گئے،

ان کے connection کاٹ دیے اور انہیں بند کر دیا اور اس extreme weather میں اس سال بھی اور پچھلے سال بھی بہت تکلیف ہوئی تو ہائی کورٹ نے case take up کیا اس میں سوئی سدرن والے بھی پیش ہوئے اور انہوں نے on record بتایا کہ ہم تو provisional bill بھیجتے ہیں۔ انہوں نے کہا آپ میٹر کیوں نہیں لگاتے، انہوں نے کہا اگر ہم میٹر change کرنے لگے تو ہمیں اس میں 5 سے 10 سال لگیں گے، تو انہوں نے ان ہی کے مشورے سے یا ان سے discuss کر کے ان لوگوں کو جو protected consumer ہیں جس کا unit rate اگر وہ lower slab میں fall کرتا ہے تو وہ بہت nominal and affordable ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ آپ کو گرمیوں میں 2500 یا 3000 روپے دیں گے اور سردیوں میں 8000 ہزار روپے دیں گے۔ صرف اس ایک اقدام سے اگر یہ 2 ارب روپے کوئٹہ یا اس کے گرد و نواح سے جمع کر رہے تھے وہ collection جس کو یہ کہہ رہے تھے کہ بہت loss ہے وہ double ہو گی۔ یہ ساری discussion High Court میں ہوئی اس کے بعد وہاں پر فیصلہ ہوا اور اس کا فیصلہ ہونے کے بعد اب یہ چیز یہاں پر آئی ہے تو Ministry of Petroleum اس فیصلے کے خلاف Supreme Court میں چلی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئر مین: سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان صاحبہ order in the House, please.

سینیٹر محمد عبدالقادر: میرے کہنے کا مقصد ہے کہ بلوچستان آپ کا حصہ ہے اور ایک less developed area ہے اگر پورے پاکستان کی 2% یا 4% گیس استعمال کر رہے ہیں اور وہ extreme weather جہاں minus temperature ہوتا ہے اگر وہ لوگ استعمال کر رہے ہیں تو دیکھیں وہ آدمی جس کا گرمیوں میں بل 1000 یا 1500 روپے آ رہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے گھر میں ایک یا دو burner یا دو پوائنٹ چل رہے ہیں اگر وہ سردی کی وجہ سے زیادہ چلاتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کے اوپر highest slab کا ریٹ لگا کر اس کو 80000 یا 40000 روپے کا بل بھیج دیں گے اور پھر پورے پاکستان میں یہ بتایا جائے گا کہ بلوچستان میں گیس کی چوری 200% یا 300% ہے۔ میں نے آپ کو بتایا کہ پورے پاکستان کا جو

loss ہے وہ circular debt, 2500 یا 2800 ارب روپے کے قریب پہنچا ہوا ہے لیکن بلوچستان یا کوئٹہ کا 300% والا بھی 10 یا 12 ارب کے قریب نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! اب میری اس ایوان سے درخواست یہ ہے کہ Ministry of Petroleum اس case کو oppose کرکے Supreme Court سے null & void کرکے دوبارہ ان غریب لوگوں کے سر پر یہ بم نہ ماریں۔ ان کو notices دے کر چھ، چھ لاکھ روپے کے بل نہ بھیجیں۔ یہ ان سب کو بلالیں اور تمام stakeholders جن میں OGRA ہے وہ وہاں بیٹھ کر ایک ایسا فیصلہ کریں تاکہ لوگوں کی resentment کم ہو، اس extreme weather میں جن لوگوں کے پاس یہ سہولت موجود ہے، new connection تو آپ دے نہیں رہے ان کو at least اتنی سہولت دے دیں کہ وہ اپنے گھر کا چولہا جلا سکیں اور سردی میں تھوڑا سا اس سے فائدہ لے سکیں۔ میری آپ سے request ہے کہ اگر Minister for Petroleum صاحب ہمارے اس ایوان سے representatives of Balochistan کو بلالیں، ہم بلوچستان سے چیف سیکرٹری صاحب کو بلالیں گے اور لوگوں کو بھی بلائیں گے اور یہ بیٹھ کر فیصلہ کریں بجائے اس کے کہ سپریم کورٹ میں اس case کو oppose کریں اور پورے case کو دوبارہ پھنسادیں پھر کہیں کہ سپریم کورٹ نے فیصلہ کردیا، اس سے انتہائی resentment اور لوگوں کی دل آزاری ہوگی اور نفرتیں مزید بڑھیں گی۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر محسن عزیز صاحب اسی سوال کے حوالے سے بات کریں گے۔ جی

**Senator Mohsin Aziz**

سینیٹر محسن عزیز: میں یہاں پر اس بات کو اس طرح سے continue کرنا چاہتا ہوں کہ دیکھیں اس وقت main دو صوبے ہیں، ایک بلوچستان اور ایک خیبر پختونخوا جہاں پر gas available ہے یا نئی discoveries بھی خاص طور پر خیبر پختونخوا میں ہو رہی ہیں۔ آپ دیکھیں جو حالات ہیں اس extreme سردی میں وہاں پر لوگ minus temperature میں رہ رہے ہیں، ان لوگوں کو اگر گیس نہیں ملتی تو پھر کس کو ملے گی۔ یہیں سے disparities

ہوتی ہیں اور یہ deprivation میں اور discontentment کی طرف جاتی ہیں اور وہیں سے ایک لاوا اُٹھتا ہے اور لوگ اپنے حق کے لیے پھر باہر نکلتے ہیں۔

میں یہاں زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو غریب ہیں ان کی اگر مخیّر لوگ معاونت نہیں کریں تو میں آپ کو یقین سے بتاتا ہوں وہ رل رل کر، غربت اور افلاس میں سردی میں مر جائیں گے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو مختلف اداروں میں آ کر donations دیتے ہیں، جیسے ابھی یہاں پر بات ہوئی، میں اس حوالے سے بھی بات کرنا چاہتا ہوں کہ کسی نے اگر کوئی اچھا کام کیا ہے، ایک جگہ پر اگر کوئی 200 یا 400 کینال زمین کسی کو دے دیتا ہے تو اس کو بُرائی میں تصور نہیں کرنا چاہیے، پہاڑ کے ایک کنارے میں جہاں پر ایک چنا بھی نہیں اُگتا، وہاں پر وہ زمین دی گئی ہے۔ یہ کوئی ایسی جگہ تو نہیں ہے، جہاں پر کسی کو 200 کنال پر گھر بنا کر کسی کی ذاتی ملکیت میں دے دیا ہو۔ میں یہاں یہ بھی ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن بھی بیٹھے ہوئے ہیں، ان کی اور میں اپنی وساطت سے ضرور کوشش کریں گے کہ آپ کو document لا کر دیں جو registration کا یہاں پر کہا گیا کہ registration اس کی ہوئی نہیں اگر registration نہیں ہوئی تو آپ کی بات بالکل بجا ہے، ہم اس کی معافی مانگیں گے لیکن اگر اس کے برعکس اگر اس کی registration ہو چکی ہے، القادر یونیورسٹی کی بات کر رہا ہوں تو پھر اتنے senior آدمی کو میں سمجھتا ہوں اس طریقے کی بات کرنا زیب نہیں دیتا۔

میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دیکھئے ہمیں یہاں پر وہ بات کرنی چاہیے جو کہ اس House decorum کے مطابق ہو اگر ایک پیسہ کسی کے ذاتی اکاؤنٹ میں گیا ہے، نہیں نہیں میں یہی بات کر رہا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ آرڈر نمبر ۱۴ پر بات کر سکتے ہیں۔ لیڈر آف دی اپویشن نے بات کی ہے، ابھی آپ آرڈر نمبر۔۱۴ پر بات کر سکتے ہیں۔جی، جی۔

سینیٹر محسن عزیز: دیکھئے میں غریب کی بات کر رہا ہوں اگر کسی نے مدد کی ہے اس کو آپ discourage نہ کریں اس کو آپ encourage کریں کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں، وہی philanthropist ہیں جن کی وجہ سے یہ ملک آباد ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہاں پر جو

بلوچستان کے غریب لوگ ہیں ان کو تکلیف سے نکالا جائے۔ یہ صحیح ہے کہ پاکستان میں جتنی gas pipelines ہیں وہ انڈیا میں بھی نہیں ہیں لیکن اگر کوئی یہاں پر pipelines کا ذکر کرے کہ domestic کے لیے دی نہیں جانی چاہیے تو آج وہ بات کرنا مناسب نہیں ہوگا، اسی لیے آپ estimate کر لیں کہ پنجاب میں کتنی lines دی جا چکی ہیں، سندھ میں کتنی دی جا چکی ہیں اور خاص طور وہ صوبہ جو کہ gas produce نہیں کر رہا اگر اس میں آپ نے ایک غلطی کر لی ہے تو پھر غلطی کو دہرا لیں خیر ہے، کوئی وجہ نہیں ہے، کوئی بات نہیں ہے، اس صوبے کو بھی آپ دے دیں جس صوبے کا یہ حق بنتا ہے، 1952 سے اس کا حق بنتا ہے اور 1952 سے اس کو اس کا حق نہیں ملا ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر طلال صاحب اگر آپ اسی حوالے سے بات کرنا چاہیں تو کر لیں، نہیں تو پھر وزیر صاحب کو جواب دینے دیں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئرمین! منسٹر صاحب کو سن کر آپ مجھے time دے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس تحریک کے حوالے سے آپ بتا دیں کہ کون سا رکن کس مسئلے پر بات کرنا چاہتا ہے، وگرنہ تقاریر بعد میں کر لیں گے، منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس کا جواب دے دیں۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: جناب اسے سپریم کورٹ میں کرنے کی بجائے خود بیٹھ جائیں، ہم جو بلوچستان کے نمائندے ہیں، ہمیں بلا لیں اس کو حل کریں بجائے اس کے کہ وہاں case لڑ کر، case ہار کر یا جیت کر یہ کہیں کہ جناب یہ ایک problem ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی اس پر منسٹر صاحب اپنا response دے دیں۔

**<u>Senator Musadik Masood Malik (Minister for Petroleum)</u>**

سینیٹر مصدق مسعود ملک (وزیر برائے پٹرولیم): جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ، ابھی جو بھی خاکہ کھینچا گیا، یہ بات کسی حد تک درست ہے کہ جتنی گیس کی ہمیں ضرورت ہے بالخصوص سردیوں میں اور گھریلو ضروریات کے لیے وہ گیس ہمارے پاس نہیں ہے۔ چونکہ بلوچستان میں Sui Southern ہے تو وہاں پر ہر سال تقریباً آٹھ سے ساڑھے آٹھ فیصد گیس کم ہو رہی ہے یعنی ہر سال

جتنی بھی نئی گیس discover ہوتی ہے اس کے باوجود جتنی گیس ختم ہو رہی ہے اگر آپ اس کی کمی کا rate دیکھیں تو وہ Sui Southern میں تقریباً سالانہ آٹھ سے نو فیصد ہے تو یہ بات تو ٹھیک ہے کہ ہمیں جتنی گیس کی ضرورت ہے اتنی گیس ہمارے پاس نہیں ہے، اس گیس کی کمی کو پورا کرنے کے لیے جناب ہم LNG import کرتے ہیں۔ LNG کی problem یہ ہے کہ جس بھاؤ LNG ملتی ہے اس بھاؤ اسے کوئی بھی afford نہیں کر سکتا اور بالخصوص جو گھریلو صارفین ہیں ان کے لیے تو اتنی مہنگی گیس خریدنا بہت مشکل ہے تو ہمارے پاس دو problems آ جاتے ہیں کہ جتنی گیس کی ضرورت ہے وہ موجود نہیں ہے، اور imported گیس جس قیمت پر آتی ہے اس قیمت پر کوئی اسے خرید نہیں پاتا ہے تو یہ مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے میں بلوچستان پر تھوڑا focus کرنا چاہوں گا۔ بلوچستان میں ہم پچھلے سال کے مقابلے میں دس ملین کیوبک فٹ گیس روزانہ کی بنیاد پر اضافی دے رہے ہیں۔ پچھلے سال ہم 125-126 کے قریب گیس دے رہے تھے اب 135-136 کے قریب دے رہے ہیں، تو ہم نے دس ملین کیوبک فٹ گیس کا روزانہ کی بنیاد پر اضافہ کیا ہے اور چونکہ وہاں پر بہت زیادہ صنعتی کارروائی نہیں ہے اس وجہ سے یہ تمام کی تمام گیس گھریلو صارفین کو مل رہی ہے۔ اس ماہ جنوری میں تقریباً 180 سے 185 ملین کیوبک فٹ گیس روزانہ کی بنیاد پر بلوچستان کو فراہم کی ہے۔ گرمیوں میں بلوچستان کو گیس کی ضرورت تقریباً 90 ملین کیوبک فٹ روزانہ ہوتی ہے جو سردیوں میں بڑھ کر 200 ملین کیوبک فٹ روزانہ کے قریب پہنچ جاتی ہے۔ گرمیوں کے اندر تو ہمارے پاس وافر مقدار میں گیس ہوتی ہے تو کوئی مسئلہ نہیں ہوتا، سردیوں میں ہمیں کمی ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ عوام کی problems جن کا آپ ذکر کر رہے ہیں یہ برحق بھی ہیں اور سب سے زیادہ افضل بھی ہیں اس وجہ سے ہم industry کی گیس کاٹ کر اسے divert کرتے ہوئے بلوچستان کے لوگوں کو وہ گیس فراہم کرتے ہیں۔ اس وقت ہم 90 ملین کیوبک فٹ imported گیس اس industry کو فراہم کرتے ہیں کیونکہ 90 ملین کیوبک فٹ کے قریب جو گیس ہے وہ ہم industry سے بلوچستان کے mostly گھریلو صارفین کی طرف divert کرتے ہیں۔

میرے محترم سینیٹر بھائی نے کچھ problems کا ذکر کیا۔ ایک چھوٹی سی problem ہے، وہ یہ کہ ہم جتنی بھی گیس بلوچستان کو دیتے ہیں 300-200 فیصد تو نہیں مگر گھریلو صارفین کو ہم جو گیس فراہم کرتے ہیں اس میں سے 61 فیصد گیس [***]1 چوری ہو جاتی ہے اور جناب یہ ایک سنگین مسئلہ ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر مصدق مسعود ملک: جناب چیئرمین ! اگر آپ اجازت دیں گے تو میں گفتگو کروں گا۔ اگر میں آپ کو نہیں بتا سکا تو میں اپنی تصحیح کر لوں گا مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ leak نہی ہو رہی ہے، اگر یہ leak ہو رہی ہوتی تو میں آپ کو بتاتا کہ یہ گیس leak ہو رہی ہے۔ Gas leakage تقریباً آٹھ فیصد ہے، [***] تقریباً 61 فیصد ہے۔ ان دونوں چیزوں میں بہت فرق ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحب آپ نے 20-15 منٹ تک بہت مفصل بات کی ہے، اب منسٹر صاحب کو جواب دینے دیں۔ No cross question please.

سینیٹر مصدق مسعود ملک: میں نے سب لوگوں کی بات بڑی تفصیل سے سنی ہے اور میں آپ کے سامنے data لایا ہوں۔ اس وقت جو leakage ہو رہی ہے وہ تقریباً آٹھ فیصد سے دس فیصد کے درمیان ہے جو کہ extreme leakage ہے مگر بلوچستان میں جو چیز ہو رہی ہے وہ leakage نہیں ہے، آپ اسے کوئی بھی نام دینا چاہیں اگر آپ کو یہ لفظ نامناسب لگا ہے تو میں یہ لفظ واپس لے لیتا ہوں مگر آپ کو اس 61 فیصد نقصان کا کوئی نام تو تجویز کرنا ہو گا، اس کی وجہ یہ ہے۔۔۔

(مداخلت)

---

1 [Word expunged as ordered by the Chair]

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ [***] کے لفظ کو حذف کر دیں۔ جی نسیمہ بی بی آپ ان کا جواب سن لیں۔ جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر مصدق مسعود ملک: جی میں نے واپس لے لیا ہے، اس کو حذف کر دیں اور اسے ختم کر دیں۔ جناب چیئرمین! اگر آپ اجازت دیں کیونکہ آپ نے بلایا ہے، میں حاضر ہوا ہوں، آپ نے سوالات پوچھے ہیں تو میں جواب دے رہا ہوں اگر آپ کو جوابات ناپسند ہوں تب بھی میں آپ کا خادم ہوں۔ بات یہ ہے کہ 61 فیصد گیس کہیں جا رہی ہے، مجھے نہیں معلوم کہ کہاں جا رہی ہے اور اس کے پیسے وصول نہیں ہو رہے ہیں۔ 70 فیصد میٹر کو گولی مار کر tamper کر دیا جاتا ہے، وہاں پر لوگ جاتے ہیں، میٹر کو ٹھیک کرتے ہیں، چار دن کے بعد میٹر میں گولی ماری جاتی ہے اور گولی ذدہ میٹر وہاں لگے ہوئے ہیں۔ آپ جتنے مرضی میٹر replace کریں، 70 فیصد میٹر وہاں پر tampered ہیں جن میں سے بے شمار ایسے ہیں جنہیں گولی ماری گئی ہے تاکہ وہ ختم ہو جائیں اور وہاں اسے کوئی دیکھ ہی نہیں سکے کہ وہاں پر کیا حساب ہے۔

اب چلیں یہ بات بھی مان لی، اب جتنی گیس استعمال ہو رہی ہے مان لیں کہ آپ صرف اس گیس کے پیسے وصول کر رہے ہیں۔ اب جتنی گیس وہاں پر استعمال ہو رہی ہے جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا کہ 39 فیصد گیس کے پیسے آ رہے ہیں باقی کے پیسے نہیں آ رہے ہیں۔ جیسے بھی وہ نہیں آ رہے یا جس وجہ سے بھی نہیں آ رہے، اس پر بلوچستان ہائی کورٹ نے ایک فیصلہ دیا ہے کہ آپ جتنی مرضی گیس استعمال کر لیں، آپ کا بل -/5700 روپے سے زیادہ نہیں ہو گا یعنی اب وہاں پر SSGC کے پاس کوئی طاقت نہیں رہ گئی کہ جتنی کسی نے گیس استعمال کی ہوئی ہے اس مطابقت سے اس سے وہ پیسے لے سکے۔ آپ بے شک تمام دن گیس استعمال کرکے بر حق اپنا گھر گرم کریں اور بر حق کریں اگر غریب لوگ کرنا چاہتے ہیں لیکن اس کی قیمت آپ نہیں وصول کر سکتے ہیں، جس کے نتیجے میں پورا ملک اس کی قیمت دیتا ہے کیونکہ گیس کی قیمت تو دینی پڑتی ہے جو پیسے وصول نہیں ہوتے وہ آنے والی گیس کی قیمت میں شامل کر دیے جاتے ہیں اور اب یہ ہو رہا ہے کہ ہر چھ ماہ بعد گیس کی قیمت بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ ایک جگہ سے جتنے پیسے وصول نہیں ہوتے یہ پچھلی حکومت میں قانون بن گیا تھا کہ جو پیسے وصول نہیں ہوں گے وہ آنے والی نئی گیس کی قیمت میں ڈال دیے جائیں گے یعنی

چھ مہینے کے gap سے باقی تمام لوگ جو گیس کے پیسے دے رہے ہیں وہ ان سے وصول کر لیے جائیں گے۔ یہ سلسلہ اس وقت سے چل رہا ہے جتنی گیس LNG کی ہم divert کرتے ہیں جو میں نے آپ کو پہلے بتایا کہ جہاں پر گیس نہیں ہوتی تو ہم LNG دے دیتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں بھی گیس کی قیمت بڑھ رہی ہے اور جتنی گیس ضائع ہو رہی ہے یا جو بھی آپ اس کے لیے مناسب لفظ سمجھیں جو آپ سمجھتے ہیں کہ اچھا لفظ ہے، اس کی قیمت بھی ان لوگوں کے اوپر جو گیس کا بل دینے کے لیے تیار ہیں ان سے وصول کی جا رہی ہے۔ یعنی کہیں جا نہیں رہی وہ لوگ جو بل دیتے ہیں، وہ لوگ جو tax دیتے ہیں ان لوگوں سے وہ لوگ جو بل نہیں دیتے یا tax نہیں دیتے ان کی قیمت وصول کی جا رہی ہے۔

آپ کی بات بہر حال میں خادم ہوں مجھے آپ ہی کی خدمت کے لیے مامور کیا گیا ہے، میں آپ کے ساتھ بلوچستان چلا جاؤں گا۔ میں کچھ meters آپ کو دکھادوں گا، کچھ چیزیں جو مجھے نہیں معلوم وہ آپ مجھے دکھا دیں گے۔ میں جانے سے پہلے ایک بات اور واضح کر دوں کہ پچھلے چار سالوں میں گیس کا ایک بھی نیا connection نہیں دیا گیا یعنی یہ ابھی جو تھوڑی سی بات کی گئی ہے کہ غالباً کسی ایک صوبے میں بے شمار connections دیے جا رہے ہیں اور باقی جگہوں پر نہیں دیے جا رہے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ پابندی عمران خان صاحب نے لگائی تھی اور نا صرف پابندی لگائی تھی بلکہ OGRA سے ایک قانون بھی pass کرایا تھا کہ جب تک اس وقت جو connections موجود ہیں ان پر گیس پوری نہیں پڑتی اس وقت تک کوئی نیا connection نہیں لگایا جائے گا اور ہم نے نہیں لگایا۔ یعنی ہم نے یہ نہیں جانا، میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ خان صاحب نے کیا تو غلط کر کیا۔ میں نے تو کہا اچھا ہے اگر ہمارے پاس گیس نہیں ہے اور انہوں نے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے پابندی لگائی اور ہم نے اس کا احترام کرتے ہوئے اس کے بعد سے آج تک کوئی گیس کا connection نہیں دیا نہ ہماری پچھلی حکومت میں لگا، جی بلکل میں مان گیا آپ کے سامنے ہوں، نہ caretaker میں لگا اور نہ ہم نے لگایا۔

اس وجہ سے کوئی بھی اگر ایسا impression ہے تو میں کیونکہ آپ لوگوں کے حکم پر آپ کے سامنے حاضر ہوا ہوں اس وجہ سے میں آپ لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کوئی ایک connection بھی پچھلے چار سالوں میں نہیں لگا۔ جناب ڈپٹی چیئر مین! بہت شکریہ۔ اس تکلیف

کے لیے میں معذرت خواہ ہوں ہمارے پاس gas discovery rates کم ہیں۔ ہم دو مہینے کے اندر اندر نئے assets کو، ہمارے پاس 25 to 30 offshore assets ہیں۔ ہمیں بہت امید ہے آپ کو معلوم ہے کہ تھوڑی سی research ہوئی تھی جس سے امید پیدا ہوئی ہے کہ پاکستان کے offshore یعنی سمندری علاقے میں بڑے ذخائر ہمیں مل جائیں گے۔ ہم نے تیس کے قریب assets جو ہیں ان کو identify کر لیا ہے۔ ان کا ad بھی بن گیا ہے اور ان شاء اللہ اگلے چھ مہینے میں ان پر bidding ہو جائے گی۔

اس کے علاوہ جو ہماری زمین کے اوپر ذخائر جہاں جہاں ہمیں نظر آئے ہیں ان کی بھی نئی bidding اگلے تین چار مہینے کے اندر ہو جائے گی تو امید یہ ہے کہ آج جو شکوے ہیں اور ٹھیک شکوے ہیں ان شاء اللہ جیسے جیسے گیس دریافت ہوتی جائے گی اور available ہوتی جائے گی تو یہ شکوے ختم ہو جائیں گے۔ میں ان تمام تکالیف کے لیے معذرت خواہ ہوں جو لوگوں کو اس وجہ سے ہو رہی ہیں کیونکہ ہمارے ہاں natural gas کی دریافت اس رفتار سے نہیں ہو رہی اور depletion ہو رہی ہے اور باہر سے آنے والی گیس مہنگی اور ان کی قوت خرید سے باہر ہے۔ حکومت کے پاس جتنی جگہ ہوتی ہے 66% to 70% کے قریب لوگوں کو subsidize کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں 66% to 70% لوگوں کو subsidize کیا جاتا ہے، صرف 30% لوگ ایسے ہیں جن سے گیس کی پوری قیمت لی جاتی ہے یا بعض اوقات زیادہ قیمت لی جاتی ہے تاکہ غریب لوگوں کی مشکلات کو ختم کیا جاسکے۔ لیکن ان شاء اللہ آنے والے وقت میں آپ کے سامنے اس وقت جو چیزیں چل رہی ہیں، ہم جو نئے assets لا رہے ہیں ان شاء اللہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں کامیابی دی تو یہ تکلیف دور ہو جائے گی۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس تحریک پر بحث مکمل ہو چکی ہے۔ منسٹر صاحب کی بات کے بعد تو بات نہیں ہو سکتی۔ Order No.42. اب ہم Order No.42. لیتے ہیں سینیٹر محسن عزیز صاحب۔

(مداخلت)

سینیٹر محسن عزیز: جناب ڈپٹی چیئرمین! مجھے کہا گیا تھا کہ منسٹر صاحب موجود ہوں گے یا کوئی finance سے ہوگا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس کو defer کرنے کی request ہے۔

سینیٹر محسن عزیز: میری طرف سے نہیں ہے حکومت کی طرف سے ہے لیکن آپ مجھے یہ بتا دیں کہ یہ دوبارہ کب لگے گا، یہ اب بھی چار مہینے کے بعد لگا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ اگلے Monday کو ان شاءاللہ دوبارہ لگے گا۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب والا! کورم پورا نہیں ہے۔

(اس موقع پر کورم کی نشان دہی کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب House سے کوئی باہر نہیں جائے گا۔ سینیٹر فلک ناز آپ بیٹھیں، آپ نہیں جاسکتیں۔ یہ چیزیں نہیں چلیں گی آپ نہیں جا سکتیں۔ آپ کے ہی ممبر نے کورم کی نشان دہی کی ہے آپ بیٹھ جائیں۔

(اس موقع پر گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کس وقت کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ کورم کی نشان دہی ہو چکی ہے۔ Quorum point out ہونے کے بعد بات نہیں ہو سکتی ہے۔ ایوان 21st January, 2025 بروز منگل 11:30 a.m. تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

-----------

*[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the 21st January, 2025 at 11:30 am]*

-----------